Live with Dr Khan & Hard Talk Team

ڈاکٹر خان اور ھارڈ ٹاک ٹیم کے ساتھ لائیو

Follow our channel on you tube

@Mahdi Muawiya

موضوع

نبوت الہی حق ھے

شیعہ امامت باطل ھے

لائیو سیشن یوٹیوب و فیس بک چینلز پر نشر ھو رھا ھے

آخر میں لائیو سوالات لئے جائینگے

صرف مہذب گفتگو کی اجازت ھے

شیعہ کے 12 امام

(شیعہ مصادر و شیعہ عقائد کی رو سے)

خود نبوت کے دعویدار ہیں

ختم نبوت کے بدترین منکر ہیں

اسلئے کافر ہیں مرتد ہیں زندیق ہیں

کوئی بھی جو ایسے اماموں کو مانے
وہ بھی بدترین کافر ہے زندیق ہے

نبوت vs امامت

نبوت کی خصوصیات

1) منصوص من اللہ

2) معصوم عن الخطا

3) صاحب وحی الٰہی

4) مفترض الطاعت

5) اقرار ایمان

6) انکار کفر

شیعہ کی امامت

منصوص من اللہ ھیں

معصوم عن الخطا ھیں

صاحبان وحی الہی ھیں

مفترض الطاعت

ایمان کا اقرار لازم ھے

انکار کرنے والا کافر ھے

اللہ کے نبی ع اور شیعہ کے امام میں کوئ فرق نہیں

نبوت vs امامت

مرزا غلام احمد قادیانی کیوں کافر تھا ؟

مسیلمہ کزاب کیوں کافر تھا ؟

انکے ماننے والے کیوں کافر ھیں ؟

شیعہ کے اماموں میں اور غلام احمد قادیانی
ومسیلمہ کذاب میں کوئ فرق ھے ؟

شیعہ امامت کا آپریشن

نبوت الہی vs شیعہ امامت

مرزا قادیانی vs جعفر و باقر

اگر مرزا کافر ہے تو جعفر و
باقر بد ترین کافر ہیں ؟

مرزا غلام احمد قادیانی کے دعوے

ملفوظات

حضرت مرزا غلام احمد قادیانی

مسیح موعود و مہدی معہود

بانی جماعت احمدیہ

جنوری سنہ ۱۹۰۶ء تا مئی سنہ ۱۹۰۸ء

جلد پنجم

جو امور سماوی ہوتے ہیں ان کے بیان کرنے میں ڈرنا نہیں چاہیے اور کسی قسم کا خوف کرنا اہلِ حق کا قاعدہ نہیں۔ صحابہ کرام کے طرزِ عمل پر نظر کرو۔ وہ بادشاہوں کے درباروں میں گئے اور جو کچھ ان کا عقیدہ تھا وہ صاف صاف کہہ دیا۔ اور حق کہنے سے ذرا نہیں جھجکے جبھی تو لَا یَخَافُوْنَ لَوْمَۃَ لَآئِمٍ (المآئدۃ:۵۵) کے مصداق ہوئے۔

مسیح موعود علیہ السلام کا دعویٰ نبوت

ہمارا دعویٰ ہے کہ ہم رسول اور نبی ہیں۔ اصل یہ نزاع لفظی ہے۔ خدا تعالیٰ جس کے ساتھ ایسا مکالمہ مخاطبہ کرے کہ جو بلحاظ کمیت و کیفیت دوسروں سے بہت بڑھ کر ہو اور اس میں پیشگوئیاں بھی کثرت سے ہوں اسے نبی کہتے ہیں اور یہ تعریف ہم پر صادق آتی ہے پس ہم نبی ہیں۔ ہاں یہ نبوت تشریعی نہیں جو کتاب اللہ کو منسوخ کرے اور نئی کتاب لائے۔ ایسے دعوے کو تو ہم کفر سمجھتے ہیں۔ بنی اسرائیل میں کئی ایسے نبی ہوئے ہیں جن پر کوئی کتاب نازل نہیں ہوئی۔ صرف خدا کی طرف سے پیشگوئیاں کرتے تھے جن سے موسوی دین کی شوکت وصداقت کا اظہار ہو۔ پس وہ نبی کہلائے۔ یہی حال اس سلسلہ میں ہے۔ بھلا اگر ہم نبی نہ کہلائیں تو اس کے لیے اور کونسا امتیازی لفظ ہے جو دوسرے ملہموں سے ممتاز کرے۔

دیکھو! اور لوگوں کو بھی بعض اوقات سچے خواب آجاتے ہیں بلکہ بعض دفعہ کوئی کلمہ بھی زبان پر جاری ہو جاتا ہے جو سچ نکل آتا ہے۔ یہ اس لیے تا اُن پر حجت پوری ہو اور وہ یہ نہ کہہ سکیں کہ ہم کو یہ حواس نہ دیئے گئے پس ہم سمجھ نہیں سکتے کہ یہ کس بات کا دعویٰ کرتے ہیں؟ آپ کو سمجھانا تو یہ چاہیے تھا کہ وہ کس قسم کی نبوت کے مدعی ہیں۔

ہمارا مذہب تو یہ ہے کہ جس دین میں نبوت کا سلسلہ نہ ہو وہ مردہ ہے۔ یہودیوں، عیسائیوں، ہندوؤں کے دین کو جو ہم مردہ کہتے ہیں تو اسی لیے کہ اُن میں اب کوئی نبی نہیں ہوتا۔ اگر اسلام کا بھی یہی حال ہوتا تو پھر ہم بھی قصہ گو ٹھہرے۔ کس لیے اس کو دوسرے دینوں سے بڑھ کر کہتے ہیں؟ آخر کوئی امتیاز بھی ہونا چاہیے۔ صرف سچے خوابوں کا آنا تو کافی نہیں کہ یہ تو چوہڑے چماروں کو

مسیح موعود علیہ السلام کا دعویٰ نبوت

ہمارا دعویٰ ہے کہ ہم نبی اور رسول ہیں۔ اصل میں یہ نزاع لفظی ہے۔ خدا تعالیٰ جس کے ساتھ ایسا مکالمہ مخاطبہ کرے کہ جو بلحاظ کمیت و کیفیت دوسروں سے بڑھ کر ہو اور اس میں پیشگوئیاں بھی کثرت سے ہوں اسے نبی کہتے ہیں اور یہ تعریف ہم پر صادق آتی ہے پس ہم نبی ہیں۔ ہاں یہ نبوت تشریعی نہیں جو کتاب اللہ کو منسوخ کرے اور نئی کتاب لائے۔ ایسے دعویٰ کو تو ہم کفر سمجھتے ہیں۔ بنی اسرائیل میں کئی ایسے نبی ہوئے ہیں جن پر کوئی کتاب نازل نہیں ہوئی۔ صرف خدا کی طرف سے پیشگوئیاں کرتے تھے جن سے موسوی دین کی شوکت و صداقت کا اظہار ہوتا۔ پس وہ نبی کہلائے۔ یہی حال اس سلسلہ میں ہے۔ بھلا اگر ہم نبی نہ کہلائیں تو اس کے لیے اور کونسا امتیازی لفظ ہے جو دوسرے ملہموں سے ممتاز کرے۔

دیکھو اور لوگوں کو بھی بعض اوقات سچے خواب آجاتے ہیں بلکہ بعض دفعہ کوئی کلمہ بھی زبان پر جاری ہو جاتا ہے جو سچ نکل آتا ہے۔ یہ اس لیے تا اُن پر حجت پوری ہو اور وہ یہ نہ کہ سکیں کہ ہم کو یہ حواس نہ دیئے گئے۔ پس ہم سمجھ نہیں سکتے کہ یہ کس بات کا دعویٰ کرتے ہیں۔ آپ کو سمجھنا تو یہ چاہیئے تھا کہ وہ کس قسم کی نبوت کے مدعی ہیں۔

ہمارا مذہب تو یہ ہے کہ جس دین میں نبوت کا سلسلہ نہ ہو وہ مُردہ ہے۔ یہودیوں، عیسائیوں، ہندوؤں کے دین کو جو ہم مُردہ کہتے ہیں تو اسی لیے کہ اُن میں اب کوئی نبی نہیں ہوتا۔ اگر اسلام کا بھی یہی حال ہوتا تو پھر ہم بھی قصہ گو ٹھہرے۔ کس لیے اس کو دوسرے دینوں سے بڑھ کر کہتے ہیں۔ آخر کوئی امتیاز بھی ہونا چاہیئے۔ صرف سچے خوابوں کا آنا تو کافی نہیں کہ یہ تو چوہڑے چماروں کو بھی آجاتے ہیں۔ مکالمہ مخاطبہ الٰہیہ ہونا چاہیئے اور وہ بھی ایسا کہ جس میں پیشگوئیاں ہوں اور بلحاظ کمیت و کیفیت کے بڑھ چڑھ کر ہو۔ ایک مصرعہ سے تو شاعر نہیں ہو سکتے۔ اسی طرح معمولی ایک دو خوابوں یا الہاموں سے کوئی مدعی رسالت ہو تو وہ جھوٹا ہے۔ ہم پر کئی سالوں سے وحی نازل ہو رہی ہے اور اللہ تعالیٰ کے کئی نشان اس کے صدق کی گواہی دے چکے ہیں۔ اسی لیے ہم نبی ہیں۔ امرِ حق کے پہنچانے میں کسی قسم کا اخفاء نہ رکھنا چاہیئے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پاک زندگی

فرمایا:۔

آریہ یہ اعتراض کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی پوتر نہیں تھی۔ یہ ان لوگوں کی سخت غلطی ہے کیونکہ پاک ناپاک ہونا بست پھلوں سے تعلق رکھتا ہے اور اس کا حال سوائے اللہ کے اور کسی کو معلوم نہیں۔ پس پاک وہ ہے جس کے پاک ہونے پر خدا گواہی دے۔ دیکھو ابوجہل نے مباہلہ کیا تھا کہ جو ہم میں اَفْسَدُ لِلْقَوْمِ اور اَقْطَعُ لِلرَّحِمِ ہے اسے ہلاک کر۔ وہ اسی روز ہلاک ہو گیا۔ ایسا

وحی الٰہی نے مجھے ٹھہرایا ہے اور تبصریح بیان فرمایا کہ وہ میرے حق میں ہے اور میں خدا تعالیٰ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ یہ خدا تعالیٰ کا کلام ہے جو میرے پر نازل ہوا۔ ومن ینکر بہ فلیبارز للمباھلۃ ولعنۃ اللّٰہ علٰی من کذب الحق او افتریٰ علٰی حضرۃ العزّۃ. اور یہ دعویٰ اُمت محمدیہ میں سے آج تک کسی اور نے ہرگز نہیں کیا کہ خدا تعالیٰ نے میرا یہ نام رکھا ہے اور خدا تعالیٰ کی وحی سے صرف مَیں اس نام کا مستحق ہوں۔ اور یہ کہنا کہ نبوت کا دعویٰ کیا ہے کس قدر جہالت کس قدر حماقت اور کس قدر حق سے خروج ہے **اے نادانو! میری مُراد نبوت** سے یہ نہیں ہے کہ مَیں نعوذ باللہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مقابل پر کھڑا ہو کر نبوت کا دعویٰ کرتا ہوں یا کوئی نئی شریعت لایا ہوں صرف مُراد میری نبوت سے کثرت مکالمت ومخاطبت الٰہیہ ہے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع سے حاصل ہے سو مکالمہ ومخاطبہ کے آپ لوگ بھی قائل ہیں۔ پس یہ صرف لفظی نزاع ہوئی یعنی آپ لوگ جس امر کا نام مکالمہ ومخاطبہ رکھتے ہیں مَیں اُس کی کثرت کا نام بموجب حکم الٰہی نبوت رکھتا ہوں۔ ولکلّ ان یصطلح.

اور میں اُس خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ اسی نے مجھے بھیجا ہے اور اُسی نے میرا نام نبی رکھا ہے اور اُسی نے مجھے مسیح موعود کے نام سے پکارا ہے اور اُس نے میری تصدیق کے لئے بڑے بڑے نشان ظاہر کئے ہیں جو **تین لاکھ** تک پہنچتے ہیں جن میں سے بطور نمونہ کسی قدر اِس کتاب میں بھی لکھے گئے ہیں۔ اگر اس کے معجزانہ افعال اور کھلے کھلے نشان جو ہزاروں تک پہنچ گئے ہیں میرے صدق پر گواہی نہ دیتے تو میں اُس کے مکالمہ کو کسی پر ظاہر نہ کرتا اور نہ یقیناً کہہ سکتا کہ یہ اُس کا کلام ہے پر اُس نے اپنے اقوال کی تائید میں وہ افعال دکھائے جنہوں نے اُس کا چہرہ دکھانے کے لئے ایک صاف اور روشن آئینہ کا کام دیا۔



باطنی فیوض حاصل کر کے اور اپنے لئے اس کا نام پا کر اس کے واسطہ سے خدا کی طرف سے علم غیب پایا ہے رسول اور نبی ہوں مگر بغیر کسی جدید شریعت کے۔ اس طور کا **نبی** کہلانے سے میں نے کبھی انکار نہیں کیا بلکہ انہی معنوں سے خدا نے مجھے نبی اور رسول کر کے پکارا ہے سو اب بھی میں ان معنوں سے نبی اور رسول ہونے سے انکار نہیں کرتا۔ اور میرا یہ قول کہ

''من نیستم رسول و نیاوردہ اَم کتاب''

اس کے معنی صرف اس قدر ہیں کہ میں صاحب شریعت نہیں ہوں۔ ہاں یہ بات بھی یاد رکھنی چاہیے اور ہرگز فراموش نہیں کرنی چاہیے کہ میں باوجود نبی اور رسول کے لفظ کے ساتھ پکارے جانے کے خدا کی طرف سے اطلاع دیا گیا ہوں کہ یہ تمام فیوض بلا واسطہ میرے پر نہیں ہیں بلکہ آسمان پر ایک پاک وجود ہے جس کا روحانی افاضہ میرے شامل حال ہے یعنی محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم۔ اس واسطہ کو ملحوظ رکھ کر اور اس میں ہو کر اور اس کے نام محمد اور احمد سے مسمّٰی ہو کر میں رسول بھی ہوں اور نبی بھی ہوں یعنی بھیجا گیا بھی اور خدا سے غیب کی خبریں پانے والا بھی۔ اور اس طور سے خاتم النبیّین کی مُہر محفوظ رہی کیونکہ میں نے انعکاسی اور ظلّی طور پر محبت کے آئینہ کے ذریعہ سے وہی نام پایا۔ اگر کوئی شخص اس وحی الٰہی پر ناراض ہو کہ کیوں خدا تعالیٰ نے میرا نام نبی اور رسول رکھا ہے تو یہ اس کی حماقت ہے کیونکہ میرے نبی اور رسول ہونے سے خدا کی مُہر نہیں ٹوٹتی☆ یہ بات ظاہر ہے کہ جیسا کہ میں اپنی نسبت کہتا ہوں کہ خدا نے مجھے رسول اور نبی کے نام سے پکارا ہے ایسا ہی

☆ یہ کیسی عمدہ بات ہے کہ اس طریق سے نہ تو خاتم النبیّین کی پیشگوئی کی مُہر ٹوٹی اور نہ اُمت کے کل افراد مفہوم نبوت سے جو آیت لَا یُظْهِرُ عَلٰی غَیْبِهٖٓ[1] کے مطابق ہے محروم رہے مگر حضرت عیسیٰ کو دوبارہ اُتارنے سے جن کی نبوت اسلام سے چھ سَو برس پہلے قرار پا چکی ہے اسلام کا کچھ باقی نہیں رہتا اور آیت خاتم النبیّین کی صریح تکذیب لازم آتی ہے۔ اس کے مقابل پر ہم صرف مخالفوں کی گالیاں سنیں گے۔ سو گالیاں دیں۔ وَسَيَعْلَمُ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْٓا اَیَّ مُنْقَلَبٍ يَّنْقَلِبُوْنَ[2] منہ

[1] الجنّ:۲۷ [2] الشعراء:۲۲۸

﴿۶۲﴾ یَفرح المؤمنون. ثلةٌ من الاولین وثلةٌ من الاٰخرین. وھٰذا تذکرۃ فمن شاء

اور گروہ پہلوں میں سے اور ایک پچھلوں میں سے۔ اور یہ تذکرہ ہے پس جو چاہے

اتخذ الٰی ربّہٖ سبیلا. اِنّ النّصاریٰ حَوّلوا الامر. سنردّھا علی النّصارٰی.

خدا کی راہ کو اختیار کرے۔ نصاریٰ نے حقیقت کو بدلا دیا ہے سوہم ذلت اور شکست کو نصاریٰ پر واپس پھینک دیں

لیُنبذن فی الحطمة. انا نبشّرک بغلام حلیم مظہر الحق والعلاء

گے۔ اور آتھم نابود کرنے والی آگ میں ڈال دیا جاوے گا۔ ہم تجھے ایک حلیم لڑکے کی خوشخبری دیتے ہیں جو حق اور

کَاَنّ اللّٰہ نزل من السّماء. اسمُہ عمانوایل. یُولد لک الولد. ویُدنٰی منک

بلندی کا مظہر ہوگا گویا خدا آسمان سے اترا۔ نام اس کا **عمّانوایل** ہے جس کا ترجمہ یہ ہے کہ خدا ہمارے ساتھ ہے۔ تجھے

الفضل. اِنّ نوری قریب قل اعوذ بربّ الفلق من شر ما خلق.

لڑکا دیا جائے گا اور خدا کا فضل تجھ سے نزدیک ہوگا۔ میرا نور قریب ہے کہہ میں شر مخلوقات سے خدا کی پناہ مانگتا ہوں۔

عجل جسد لہ خوار. فلہٗ نصبٌ وّ عذاب.

یہ بیجان گوسالہ ہے اور بیہودہ گو یعنی لیکھرام پشاوری سو اس کو دکھ کی مار اور عذاب ہوگا۔ یعنی اسی دنیا میں۔

(فارسی وارد و الہام)

بخرام کہ وقت تو نزدیک رسید و پائے محمدیاں برمنار بلند تر محکم افتاد۔ خدا تیرے سب کام درست کردے گا اور تیری ساری مرادیں تجھے دے گا۔ میں اپنی چمکار دکھلاؤں گا۔ اپنی قدرت نمائی سے تجھ کو اٹھاؤں گا اور تیری برکتیں پھیلاؤں گا۔ یہاں تک کہ بادشاہ تیرے کپڑوں سے برکت ڈھونڈیں گے۔ دنیا میں ایک نذیر آیا پر دنیا نے اس کو قبول نہ کیا لیکن خدا اسے قبول کرے گا اور بڑے زور آور حملوں سے اس کی سچائی ظاہر کر دے گا

آمین

یہ کسی قدر نمونہ ان الہامات کا ہے جو وقتاً فوقتاً مجھے خدا تعالیٰ کی طرف سے ہوئے ہیں اور ان کے سوا اور بھی بہت سے الہامات ہیں مگر میں خیال کرتا ہوں کہ جس قدر میں نے لکھا ہے وہ کافی ہے۔ اب ظاہر ہے کہ ان الہامات میں میری نسبت بار بار بیان کیا گیا ہے کہ یہ خدا کا فرستادہ، خدا کا مامور، خدا کا امین اور خدا کی طرف سے آیا ہے جو کچھ کہتا ہے اس پر ایمان لاؤ اور اس کا دشمن جہنمی ہے اور نیز ان تمام الہامات میں اس عاجز کی اس قدر تعریف اور توصیف ہے کہ اگر یہ تعریفیں درحقیقت خدا تعالیٰ کی طرف سے ہیں تو ہر یک مسلمان کو چاہئے کہ تمام تکبر اور نخوت اور شیخی سے الگ ہو کر ایسے

ایک دلیل ہے اور خدا تعالیٰ کے قول کی تصدیق تبھی ہوتی ہے کہ جھوٹا دعویٰ کرنے والا ہلاک ہو جائے ورنہ یہ قول منکر پر کچھ حجت نہیں ہوسکتا اور نہ اس کے لئے بطور دلیل ٹھہر سکتا ہے بلکہ وہ کہہ سکتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا تیئیس[۲۳] برس تک ہلاک نہ ہونا اس وجہ سے نہیں کہ وہ صادق ہے بلکہ اس وجہ سے ہے کہ خدا پر افترا کرنا ایسا گناہ نہیں ہے جس سے خدا اسی دنیا میں کسی کو ہلاک کرے کیونکہ اگر یہ کوئی گناہ ہوتا اور سنت اللہ اس پر جاری ہوتی کہ مفتری کو اسی دنیا میں سزا دینا چاہئے تو اس کے لئے نظیریں ہونی چاہئے تھیں۔ اور تم قبول کرتے ہو کہ اس کی ﴿۶﴾ کوئی نظیر نہیں بلکہ بہت سی ایسی نظیریں موجود ہیں کہ لوگوں نے تیئیس[۲۳] برس تک بلکہ اس سے زیادہ خدا پر افترا کئے اور ہلاک نہ ہوئے۔ تو اب بتلاؤ کہ اس اعتراض کا کیا جواب ہوگا؟ اور اگر کہو کہ صاحب الشریعت افترا کر کے ہلاک ہوتا ہے نہ ہر ایک مفتری۔ تو اول تو یہ دعویٰ بے دلیل ہے۔ خدا نے افترا کے ساتھ شریعت کی کوئی قید نہیں لگائی۔ ماسوا اس کے یہ بھی تو سمجھو کہ شریعت کیا چیز ہے جس نے اپنی وحی کے ذریعہ سے چند امر اور نہی بیان کئے اور اپنی امت کے لئے ایک قانون مقرر کیا وہی صاحب الشریعت ہوگیا۔ پس اس تعریف کے رو سے بھی ہمارے مخالف ملزم ہیں کیونکہ میری وحی میں امر بھی ہیں اور نہی بھی۔☆ مثلاً یہ الہام **قل للمؤمنین**

☆ چونکہ میری تعلیم میں امر بھی ہے اور نہی بھی اور شریعت کے ضروری احکام کی تجدید ہے اس لئے خدا تعالیٰ نے میری تعلیم کو اور اس وحی کو جو میرے پر ہوتی ہے فُلک یعنی کشتی کے نام سے موسوم کیا جیسا کہ ایک الہام الٰہی کی یہ عبارت ہے۔ **واصنع الفلک باعیننا و وحینا ان الذین یبایعونک انما یبایعون اللہ ید اللہ فوق ایدیھم** ۔ یعنی اس تعلیم اور تجدید کی کشتی کو ہماری آنکھوں کے سامنے اور ہماری وحی سے بنا۔ جو لوگ تجھ سے بیعت کرتے ہیں وہ خدا سے بیعت کرتے ہیں۔ یہ خُدا کا ہاتھ ہے جو ان کے ہاتھوں پر ہے۔ اب دیکھو خدا نے میری وحی اور میری تعلیم اور میری بیعت کو نوح کی کشتی قرار دیا اور تمام انسانوں کے لئے اس کو مدار نجات ٹھہرایا جس کی آنکھیں ہوں دیکھے اور جس کے کان ہوں سُنے۔ منہ

وحی الٰہی نے مجھے ٹھہرایا ہے اور تبصریح بیان فرمایا کہ وہ میرے حق میں ہے اور میں خدا تعالیٰ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ یہ خدا تعالیٰ کا کلام ہے جو میرے پر نازل ہوا۔ ومن ینکر به فلیبارز للمباهلة ولعنة اللّٰه علٰی من کذب الحق او افترٰی علٰی حضرة العزّة. اور یہ دعویٰ اُمت محمدیہ میں سے آج تک کسی اور نے ہرگز نہیں کیا کہ خدا تعالیٰ نے میرا یہ نام رکھا ہے اور خدا تعالیٰ کی وحی سے صرف مَیں اس نام کا مستحق ہوں۔ اور یہ کہنا کہ نبوت کا دعویٰ کیا ہے کس قدر جہالت کس قدر حماقت اور کس قدر حق سے خروج ہے **اے نادانو! میری مُراد نبوت** سے یہ نہیں ہے کہ مَیں نعوذ باللہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مقابل پر کھڑا ہو کر نبوت کا دعویٰ کرتا ہوں یا کوئی نئی شریعت لایا ہوں صرف مُراد میری نبوت سے کثرت مکالمت و مخاطبت الٰہیہ ہے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع سے حاصل ہے سو مکالمہ و مخاطبہ کے آپ لوگ بھی قائل ہیں۔ پس یہ صرف لفظی نزاع ہوئی یعنی آپ لوگ جس امر کا نام مکالمہ و مخاطبہ رکھتے ہیں مَیں اُس کی کثرت کا نام بموجب حکم الٰہی نبوت رکھتا ہوں۔ ولکلّ ان یصطلح.

اور میں اُس خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ اُسی نے مجھے بھیجا ہے اور اُسی نے میرا نام نبی رکھا ہے اور اُسی نے مجھے مسیح موعود کے نام سے پکارا ہے اور اُس نے میری تصدیق کے لئے بڑے بڑے نشان ظاہر کئے ہیں جو **تین لاکھ** تک پہنچتے ہیں جن میں سے بطور نمونہ کسی قدر اِس کتاب میں بھی لکھے گئے ہیں۔ اگر اس کے معجزانہ افعال اور کھلے کھلے نشان جو ہزاروں تک پہنچ گئے ہیں میرے صدق پر گواہی نہ دیتے تو میں اُس کے مکالمہ کو کسی پر ظاہر نہ کرتا اور نہ یقیناً کہہ سکتا کہ یہ اُس کا کلام ہے پر اُس نے اپنے اقوال کی تائید میں وہ افعال دکھائے جنہوں نے اُس کا چہرہ دکھانے کے لئے ایک صاف اور روشن آئینہ کا کام دیا۔



۱۸۹۹ء

"جو شخص تیری پیروی نہیں کرے گا اور تیری بیعت میں داخل نہیں ہوگا اور تیرا مخالف رہے گا وہ خدا اور رسول کی نافرمانی کرنے والا اور جہنمی ہے۔"

(از خط حضرت اقدس بنام بابو الٰہی بخش صاحب ۱۶ جون ۱۸۹۹ء مجموعہ اشتہارات جلد ۳ صفحہ ۲۷۵۔ تبلیغ رسالت جلد نہم صفحہ ۲۷)

۳۰ جون ۱۸۹۹ء

"۳۰ جون ۱۸۹۹ء میں مجھے یہ الہام ہوا:

پہلے بیہوشی۔ پھر غشی۔ پھر موت

ساتھ ہی اس کے یہ تفہیم ہوئی کہ یہ الہام ایک مخلص دوست کی نسبت ہے جس کی موت سے ہمیں رنج پہنچے گا۔ چنانچہ اپنی جماعت کے بہت سے لوگوں کو یہ الہام سنایا گیا اور الحکم نمبر ۲۲ جلد ۳۔ ۳۰ جون ۱۸۹۹ء میں درج ہو کر شائع کیا گیا۔

پھر آخر جولائی ۱۸۹۹ء میں ہمارے ایک نہایت مخلص دوست یعنی ڈاکٹر محمد بوڑے خاں اسسٹنٹ سرجن ایک ناگہانی موت سے قصور میں گذر گئے۔ اول بیہوش رہے پھر یکدفعہ غشی طاری ہوگئی۔ پھر اس ناپائیدار دنیا سے کوچ کیا۔ اور اُن کی موت اور اس الہام میں صرف بیس۲۰ بائیس۲۲ دن کا فرق تھا۔"

(حقیقۃ الوحی صفحہ ۲۱۳، ۲۱۴۔ روحانی خزائن جلد ۲۲ صفحہ ۲۲۳، ۲۲۴)

۱۸۹۹ء

"صبح حضرت اقدس کو یہ رؤیا ہوئی ہے کہ حضرت ملکہ معظمہ قیصرۂ ہند سلمہا اللہ تعالیٰ گویا حضرت اقدس کے گھر میں رونق افروز ہوئی ہیں۔ حضرت اقدس رؤیا میں عاجز راقم عبدالکریم کو جو اُس وقت حضور اقدس کے پاس بیٹھا ہے فرماتے ہیں کہ حضرت ملکہ معظمہ کمال شفقت سے ہمارے ہاں قدم رنجہ فرما ہوئی ہیں اور دو روز قیام فرمایا ہے ان کا کوئی شکریہ بھی ادا کرنا چاہیئے۔ اِس رؤیا کی تعبیر یہ تھی کہ حضرت کے ساتھ کوئی نصرتِ الٰہی شامل ہوئی چاہتی ہے۔"[1]

(از خط مولانا عبدالکریم صاحبؓ مندرجہ الحکم جلد ۳ نمبر ۲۶ مورخہ ۱۰ جولائی ۱۸۹۹ء صفحہ ۳)

---

[1] اِس ہفتہ میں سب سے عجیب اور دلچسپ بات جو واقع ہوئی ...... وہ ایک چٹھی کا حضرت کے نام آنا تھا۔ اس میں پختہ ثبوت اور تفصیل سے لکھا ہے کہ جلال آباد (علاقہ کابل) کے علاقہ میں یوز آسف نبی کا چبوترہ موجود ہے اور وہاں مشہور ہے کہ دو ہزار برس ہوئے کہ یہ نبی شام سے یہاں آیا تھا اور سرکار کابل کی طرف سے کچھ جاگیر بھی اس چبوترہ کے نام ہے ... . اس خط سے حضرت اقدس اِس قدر خوش ہوئے کہ فرمایا "اللہ تعالیٰ گواہ اور علیم ہے کہ اگر مجھے کوئی کروڑوں روپے لا دیتا تو میں کبھی اتنا خوش نہ ہوتا جیسا اس خط نے مجھے خوشی بخشی ہے۔" ...... خدا کا علم اور قدرت دیکھئے خضر کے وقت

جس شخص کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی دعوت پہنچ چکی ہے اور وہ آپ کی بعثت سے مطلع ہو چکا ہے اور خدا تعالیٰ کے نزدیک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کے بارہ میں اس پر اتمام حجت ہو چکا ہے وہ اگر کفر پر مر گیا تو ہمیشہ کی جہنم کا سزاوار ہوگا۔ ﴿۱۷۹﴾

اور اتمام حجت کا علم محض خدا تعالیٰ کو ہے۔ ہاں عقل اس بات کو چاہتی ہے کہ چونکہ لوگ مختلف استعداد اور مختلف فہم پر مجبول ہیں اس لئے اتمام حجت بھی صرف ایک ہی طرز سے نہیں ہوگا۔ پس جو لوگ بوجہ علمی استعداد کے خدا کی براہین اور نشانوں اور دین کی خوبیوں کو بہت آسانی سے سمجھ سکتے ہیں اور شناخت کر سکتے ہیں وہ اگر خدا کے رسول سے انکار کریں تو وہ کفر کے اول درجہ پر ہوں گے اور جو لوگ اس قدر فہم اور علم نہیں رکھتے مگر خدا کے نزدیک اُن پر بھی اُن کے فہم کے مطابق حجت پوری ہو چکی ہے اُن سے بھی رسول کے انکار کا مواخذہ ہوگا مگر بہ نسبت پہلے منکرین کے کم۔ بہرحال کسی کے کفر اور اس پر اتمام حجت کے بارے میں فرد فرد کا حال دریافت کرنا ہمارا کام نہیں ہے یہ اُس کا کام ہے جو عالم الغیب ہے۔ ہم اس قدر کہہ سکتے ہیں کہ خدا کے نزدیک جس پر اتمام حجت ہو چکا ہے اور خدا کے نزدیک جو منکر ٹھہر چکا ہے وہ مؤاخذہ کے لائق ہوگا۔ ہاں چونکہ شریعت کی بنیاد ظاہر پر ہے اس لئے ہم منکر کو مومن نہیں کہہ سکتے اور نہ یہ کہہ سکتے ہیں کہ وہ مواخذہ سے بری ہے اور کافر منکر کو ہی کہتے ہیں کیونکہ کافر کا لفظ مومن کے مقابل پر ہے اور کفر دو قسم پر ہے۔

(اول) ایک یہ کفر کہ ایک شخص اسلام سے ہی انکار کرتا ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خدا کا رسول نہیں مانتا۔ (دوم) دوسرے یہ کفر کہ مثلاً وہ مسیح موعود کو نہیں مانتا اور اس کو باوجود اتمام حجت کے جھوٹا جانتا ہے جس کے ماننے اور سچا جاننے کے بارے میں خدا اور رسول نے تاکید کی ہے اور پہلے نبیوں کی کتابوں میں بھی تاکید پائی جاتی ہے۔ پس اس لئے کہ وہ خدا اور رسول کے فرمان کا منکر ہی کافر ہے اور اگر غور سے دیکھا جائے تو یہ دونوں قسم کے کفر ایک ہی قسم میں داخل ہیں کیونکہ جو شخص باوجود شناخت کر لینے کے خدا اور

اس کے نور کو نابود نہ کر سکی سو خدا نے جو ہر ایک کام نرمی سے کرتا ہے اس زمانہ کے لئے سب سے پہلے میرا نام عیسیٰ ابن مریم رکھا کیونکہ ضرور تھا کہ میں اپنے ابتدائی زمانہ میں ابن مریم کی طرح قوم کے ہاتھ سے دُکھ اُٹھاؤں اور کافر اور ملعون اور دجّال کہلاؤں اور عدالتوں میں کھینچا جاؤں سو میرے لئے ابن مریم ہونا پہلا زینہ تھا مگر میں خدا کے دفتر میں صرف عیسیٰ ابن مریم کے نام سے موسوم نہیں بلکہ اور بھی میرے نام ہیں جو آج سے پچیس برس پہلے خدا تعالیٰ نے براہین احمدیہ میں میرے ہاتھ سے لکھا دیئے ہیں اور دنیا میں کوئی نبی نہیں گذرا جس کا نام مجھے نہیں دیا گیا۔ سو جیسا کہ براہین احمدیہ میں خدا نے فرمایا ہے۔ میں آدمؑ ہوں۔ میں نوحؑ ہوں۔ میں ابراہیمؑ ہوں۔ میں اسحاقؑ ہوں۔ میں یعقوبؑ ہوں۔ میں اسمٰعیلؑ ہوں۔ میں موسیٰؑ ہوں۔ میں داؤدؑ ہوں، میں عیسیٰؑ ابن مریم ہوں۔ میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہوں یعنی بروزی طور پر جیسا کہ خدا نے اسی کتاب میں یہ سب نام مجھے دیئے اور میری نسبت **جری اللّٰہ فی حلل الانبیاء** فرمایا یعنی خدا کا رسول نبیوں کے پیرایوں میں۔ سو ضرور ہے کہ ہر ایک نبی کی شان مجھ میں پائی جاوے اور ہر ایک نبی کی ایک صفت کا میرے ذریعہ سے ظہور ہو۔ مگر خدا نے یہی پسند کیا کہ سب سے پہلے ابن مریم کے صفات مجھ میں ظاہر کرے۔ سو میں نے اپنی قوم سے وہ سب دُکھ اُٹھائے جو ابن مریم نے یہود سے اُٹھائے بلکہ تمام قوموں سے اُٹھائے۔ یہ سب کچھ ہوا مگر پھر خدا نے کسر صلیب کے لئے میرا نام مسیح قائم رکھا تا جس صلیب نے مسیح کو توڑا تھا اور اس کو زخمی کیا تھا دوسرے وقت میں مسیح اس کو توڑے مگر آسمانی نشانوں کے ساتھ نہ انسانی ہاتھوں کے ساتھ۔ کیونکہ خدا کے نبی مغلوب نہیں رہ سکتے سو نہ عیسوی کی بیسویں ۲۰۰۰ صدی میں پھر خدا نے ارادہ فرمایا کہ صلیب کو مسیح کے ہاتھ سے مغلوب کرے لیکن جیسا کہ میں ابھی بیان کر چکا ہوں مجھے اور نام بھی دیئے گئے ہیں اور ہر ایک نبی کا مجھے نام دیا گیا ہے چنانچہ جو ملک ہند میں **کرشن** نام ایک نبی گذرا ہے جس کو رُدر **گوپال** بھی کہتے ہیں (یعنی فنا کرنے والا اور پرورش کرنے والا) اس کا نام بھی مجھے دیا گیا ہے پس جیسا کہ آریہ قوم کے لوگ کرشن کے ظہور کا ان دنوں میں انتظار کرتے ہیں وہ کرشن مَیں ہی ہوں

اس پر ظلّی طور پر وہی نبوت کی چادر پہنائی جاتی ہے جو نبوت محمدی کی چادر ہے۔ اس لئے اس کا نبی ہونا غیرت کی جگہ نہیں کیونکہ وہ اپنی ذات سے نہیں بلکہ اپنے نبی کے چشمہ سے لیتا ہے اور نہ اپنے لئے بلکہ اسی کے جلال کے لئے۔ اس لئے اس کا نام آسمان پر محمد اور احمد ہے۔ اس کے یہ معنی ہیں کہ محمد کی نبوت آخر محمد کو ہی ملی گو بروزی طور پر مگر نہ کسی اور کو۔ پس یہ آیت کہ مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَآ اَحَدٍ مِّنۡ رِّجَالِكُمۡ وَلٰكِنۡ رَّسُوۡلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ [1] اس کے معنی یہ ہیں کہ لَيْسَ مُحَمَّدٌ اَبَا اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِ الدُّنْيَا وَلٰكِنْ هُوَ اَبٌ لِرِجَالِ الْاٰخِرَةِ لِاَنَّهٗ خَاتَمُ النَّبِيِّيْنَ وَلَا سَبِيْلَ اِلٰى فُيُوْضِ اللّٰهِ مِنْ غَيْرِ تَوَسُّطِهٖ غرض میری نبوت اور رسالت باعتبار محمد اور احمد ہونے کے ہے نہ میرے نفس کے رو سے اور یہ نام بحیثیت فنافی الرسول مجھے ملا لہٰذا خاتم النبیین کے مفہوم میں فرق نہ آیا لیکن عیسیٰ کے اُترنے سے ضرور فرق آئے گا۔ اور یہ بھی یاد رہے کہ نبی کے معنی لغت کے رو سے یہ ہیں کہ خدا کی طرف سے اطلاع پا کر غیب کی خبر دینے والا۔ پس جہاں یہ معنی صادق آئیں گے نبی کا لفظ بھی صادق آئے گا۔ اور نبی کا رسول ہونا شرط ہے کیونکہ اگر وہ رسول نہ ہو تو پھر غیب مصفّٰی کی خبر اس کو مل نہیں سکتی اور یہ آیت روکتی ہے لَا يُظۡهِرُ عَلٰى غَيۡبِهٖۤ اَحَدًا اِلَّا مَنِ ارۡتَضٰى مِنۡ رَّسُوۡلٍ [2] اب اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد ان معنوں کے رو سے نبی سے انکار کیا جائے تو اس سے لازم آتا ہے کہ یہ عقیدہ رکھا جائے کہ یہ اُمت مکالمات ومخاطبات الٰہیہ سے بے نصیب ہے کیونکہ جس کے ہاتھ پر اخبار غیبیہ منجانب اللہ ظاہر ہوں گے بالضرورت اس پر مطابق آیت لَا يُظۡهِرُ عَلٰى غَيۡبِهٖ کے مفہوم نبی کا صادق آئے گا۔

اسی طرح جو خدا تعالیٰ کی طرف سے بھیجا جائے گا اسی کو ہم رسول کہیں گے۔ فرق درمیان یہ ہے کہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد قیامت تک ایسا نبی کوئی نہیں جس پر جدید شریعت نازل ہو یا جس کو بغیر توسط آنجناب اور ایسی فنافی الرسول کی حالت کے جو آسمان پر اس کا نام محمد اور احمد ﴿۳﴾

مرزا غلام احمد قادیانی کے دعوے

1) منصوص من اللہ ھے

اللہ کا فرستادہ، اللہ کا بھیجا ہوا ھے، اسلئے معنوی رسول ھی ھے۔

2) الھام و وحی الہی

اللہ سے کثیر غیب کی خبریں پاتا ھے
امر و نہی پر آگاھی ملتی ھے
تشریعی نہیں ھے کہ گزشتہ شرہعت کو کتاب کو منسوخ کرے

3) معنوی اعتبار سے رسول ھے کہ بھیجا گیا ھے اور نبی ھے کہ اللہ نے اسکو خبریں غیب سے عطا کی ھیں ۔

4) سوال کرتا ھے کہ

جو منصوص ھو
جسکو الھام و وحی ھو

اب اسکو رسول و نبی نا کہیں تو کونسا لفظ زیادہ مناسب رھے گا پھر ؟

(شیعہ کے اماموں سے پوچھتا تو امام کا لفاظ زیادہ بہتر تھا سبکو چکمہ دینے کیلئے ؟؟؟ 😎)

5) ایمان لانا لازم ھے اور انکار کرے کفر ھے

6) دعوہ کرتا ہے کہ یہ آدم ہے، نوح ہے، ابراھیم ہے، اسماعیل ہے، اسحاق ہے، یعقوب ہے اور محمد ص ہے۔

شیعہ کے ولایتی اماموں کے دعوے

👈 مقصود امامت

👈 منصوص من اللّٰہ ھے

👈 واجب الاطاعت

👈 وحی کے انقطاع کا انکار

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

کتاب مستطاب

الشافی

کتاب الحُجّۃ

خلافت رسالت نبوت، امامت

ترجمہ **اصول کافی** جلد دوم

حضرت ثقۃ الاسلام علامہ فہامہ مولانا الشیخ محمد یعقوب کلینی علیہ الرحمتہ

ترجمہ

مفسر قرآن عالیجناب ادیب اعظم مولانا السید ظفر حسن صاحب قبلہ مدظلہ العالی نقوی الامروہوی

بانی ومنتظم جامعہ امامیہ کراچی

مصنف دوصد کتب

ناشر

ظفر شمیم پبلیکیشنز ٹرسٹ (رجسٹرڈ) ناظم آباد نمبر۲۔ کراچی

ان کے سوا دوسرے رسولوں کا اقرار کرے تو وہ ایمان نہیں لایا۔ جو ہدایت کے منارے ہیں۔ ان تک پہنچو اور پردوں کے پیچھے آثار قدرت تلاش کرو تاکہ تمہارے دین کا معاملہ پورا ہو جائے اور تم اپنے رب اللہ پر ایمان لانے والے بن جاؤ۔

۷۔ عِدَّةٌ مِنْ أَصْحَابِنَا، عَنْ أَحْمَدَبْنِ مُحَمَّدٍ، عَنِ الْحُسَيْنِ بْنِ سَعِيدٍ، عَنْ مُحَمَّدِبْنِ الْحُسَيْنِ بْنِ صَغِيرٍ، عَمَّنْ حَدَّثَهُ، عَنْ رِبْعِيِّ بْنِ عَبْدِاللهِ، عَنْ أَبِي عَبْدِاللهِ عليه السلام أَنَّهُ قَالَ: أَبَى اللهُ أَنْ يُجْرِيَ الْأَشْيَاءَ إِلَّا بِأَسْبَابٍ؛ فَجَعَلَ لِكُلِّ شَيْءٍ سَبَباً وَ جَعَلَ لِكُلِّ سَبَبٍ شَرْحاً وَجَعَلَ لِكُلِّ شَرْحٍ عِلْماً وَجَعَلَ لِكُلِّ عِلْمٍ بَاباً نَاطِقاً، عَرَفَهُ مَنْ عَرَفَهُ وَجَهِلَهُ مَنْ جَهِلَهُ، ذَاكَ رَسُولُ اللهِ صلى الله عليه وآله وَنَحْنُ.

۷۔ امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا۔ خدا نے تمام اشیاء کو اسباب سے جاری کیا ہے اور ہر شئے کا ایک سبب قرار دیا ہے اور ہر سبب کی ایک شرح ہے اور ہر شرح کے لئے ایک علم ہے اور ہر علم کے لئے ایک باب ناطق ہے جس نے ان کو جانا اس نے معرفت حاصل کر لی اور جو جاہل رہا وہ جاہل رہا، اور یہ علم والے رسول اللہ ہیں اور ہم۔

۸۔ مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى، عَنْ مُحَمَّدِبْنِ الْحُسَيْنِ، عَنْ صَفْوَانَ بْنِ يَحْيَى، عَنِ الْعَلَاءِ بْنِ رَزِينٍ، عَنْ مُحَمَّدِبْنِ مُسْلِمٍ قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا جَعْفَرٍ عليه السلام يَقُولُ: كُلُّ مَنْ دَانَ اللهَ عَزَّ وَجَلَّ بِعِبَادَةٍ يَجْهَدُ فِيهَا نَفْسَهُ وَلَا إِمَامَ لَهُ مِنَ اللهِ، فَسَعْيُهُ غَيْرُ مَقْبُولٍ، وَهُوَ ضَالٌّ مُتَحَيِّرٌ وَاللهُ شَانِئٌ لِأَعْمَالِهِ، وَ مَثَلُهُ كَمَثَلِ شَاةٍ ضَلَّتْ عَنْ رَاعِيهَا وَ قَطِيعِهَا فَهَجَمَتْ ذَاهِبَةً وَجَائِيَةً يَوْمَهَا؛ فَلَمَّا جَنَّهَا اللَّيْلُ بَصُرَتْ بِقَطِيعِ غَنَمٍ مَعَ رَاعِيهَا، فَحَنَّتْ إِلَيْهَا وَ اغْتَرَّتْ بِهَا. فَبَاتَتْ مَعَهَا فِي مَرْبَضِهَا فَلَمَّا أَنْ سَاقَ الرَّاعِي قَطِيعَهُ أَنْكَرَتْ رَاعِيَهَا وَقَطِيعَهَا، فَهَجَمَتْ مُتَحَيِّرَةً تَطْلُبُ رَاعِيَهَا وَقَطِيعَهَا فَبَصُرَتْ بِغَنَمٍ مَعَ رَاعِيهَا فَحَنَّتْ إِلَيْهَا وَاغْتَرَّتْ بِهَا، فَصَاحَ بِهَا الرَّاعِي: الْحَقِي بِرَاعِيكِ وَ قَطِيعِكِ فَأَنْتِ تَائِهَةٌ مُتَحَيِّرَةٌ عَنْ رَاعِيكِ وَ قَطِيعِكِ فَهَجَمَتْ ذَعِرَةً، مُتَحَيِّرَةً، تَائِهَةً، لَا رَاعِيَ لَهَا يُرْشِدُهَا إِلَى مَرْعَاهَا أَوْ يَرُدُّهَا؛ فَبَيْنَا هِيَ كَذَلِكَ إِذَا اغْتَنَمَ الذِّئْبُ ضَيْعَتَهَا، فَأَكَلَهَا، وَ كَذَلِكَ وَاللهِ يَا مُحَمَّدُ! مَنْ أَصْبَحَ مِنْ هَذِهِ الْأُمَّةِ لَا إِمَامَ لَهُ مِنَ اللهِ عَزَّ وَجَلَّ ظَاهِرٌ عَادِلٌ أَصْبَحَ ضَالّاً تَائِهاً، وَإِنْ مَاتَ عَلَى هَذِهِ الْحَالَةِ مَاتَ مِيتَةَ كُفْرٍ وَ نِفَاقٍ وَاعْلَمْ يَا مُحَمَّدُ! أَنَّ أَئِمَّةَ الْجَوْرِ وَ أَتْبَاعَهُمْ لَمَعْزُولُونَ عَنْ دِينِ اللهِ، قَدْ ضَلُّوا وَ أَضَلُّوا فَأَعْمَالُهُمُ الَّتِي يَعْمَلُونَهَا كَرَمَادٍ اشْتَدَّتْ بِهِ الرِّيحُ فِي يَوْمٍ عَاصِفٍ لَا يَقْدِرُونَ مِمَّا كَسَبُوا عَلَى شَيْءٍ، ذَلِكَ هُوَ الضَّلَالُ الْبَعِيدُ.

۸۔ فرمایا۔ امام محمد باقر علیہ السلام نے، جو شخص اللہ سے قربت چاہے اور عبادت میں مشقت اٹھائے اور

اس کا منصوص من اللہ امام نہ ہو تو اس کی یہ کوشش غیر مقبول ہے وہ گمراہ اور امر دین میں متحیّر ہے اور خدا اس کے اعمال
کا دشمن ہے اس کی مثال اس بکری کی سی ہے جو اپنے چرواہے سے جدا ہو گئی ہو اور اپنے گلہ کو اس نے چھوڑ دیا ہو اور
اپنی گمشدگی کے دن اپنی آمد و رفت کے دن مضطرب ہو اس حالت میں کہ جب رات نے اس کو آلیا تو اس نے بکریوں
کے ایک گلہ کو اپنے چرواہے کے ساتھ دیکھا۔ پس وہ دھوکہ میں اس کی طرف چلی اور رات کو انہی کے تھان پر رہی۔ صبح
کو جب گلّہ بان اپنے گلّے کو لے کر چلنے لگا تو اس کو یہ بکری غیر معلوم ہوئی۔ لہذا اپنے گلّہ سے اسے جدا کر دیا۔ اب وہ حیران
ہو کر اپنے چرواہے اور گلّہ کو ڈھونڈنے لگی اب اس نے ایک بکری کو اس کے چرواہے کے ساتھ دیکھا پس دھوکا کھا کر اس کے
ساتھ ہولی۔ چرواہے نے کہا تو اپنے چرواہے اور گلّے کے پاس جا۔ یہاں کیسے آگئی تو اپنے چرواہے اور گلّے سے الگ ہو کر حیران و پریشان
پھر رہی ہے اب وہ اس حالت میں مضطرب الحال اور گم کردہ راہ تھی کہ کوئی چرواہا اس کا نہ تھا ناگاہ ایک بھیڑیے نے اس
کی گمشدگی کو غنیمت جان کر چیر پھاڑ ڈالا۔ پس اے محمدؐ (راوی) یہی حال اس امت کے اس شخص کا ہے جس کا کوئی امام
منصوص من اللہ نہیں جو ظاہر و عادل ہو ایسی صورت میں وہ گمراہ ہو کر حیران و پریشان پھرتا ہے اگر وہ اس حالت میں مرگیا
تو کفر کی موت مرا اور نفاق کی حالت میں مرا۔ اے محمدؐ جان لو کہ آئمہ کفر اور انکے تابعین دین سے الگ ہیں اور خود گمراہ ہیں اور دوسروں کو گمراہ کرنے
والے۔ ان کے اعمال اس راکھ کی طرح ہیں جس کو آندھی کا جھونکا اڑا کر لے جائے جو کچھ انھوں نے کیا ہے وہ اس کی کسی چیز پہ
قدرت نہیں رکھتے بس اسی کا نام کھلی گمراہی ہے۔

٩ـ الْحُسَيْنُ بْنُ مُحَمَّدٍ، عَنْ مُعَلَّى بْنِ مُحَمَّدٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ جُمْهُورٍ، عَنْ عَبْدِاللهِ بْنِ عَبْدِالرَّحْمٰنِ، عَنِ الْهَيْثَمِ بْنِ وَاقِدٍ، عَنْ مُقَرِّنٍ قَالَ: سَمِعْتُ أَبَاعَبْدِاللهِ عليه السلام يَقُولُ: جَاءَ ابْنُ الْكَوَّاءِ إِلَىٰ أَمِيرِالْمُؤْمِنِينَ عليه السلام فَقَالَ: يَا أَمِيرَالْمُؤْمِنِينَ «وَعَلَى الْأَعْرَافِ رِجَالٌ يَعْرِفُونَ كُلًّا بِسِيمَاهُمْ»؟ فَقَالَ: نَحْنُ عَلَى الْأَعْرَافِ، نَعْرِفُ أَنْصَارَنَا بِسِيمَاهُمْ وَنَحْنُ الْأَعْرَافُ الَّذِي لَا يُعْرَفُ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ إِلَّا بِسَبِيلِ مَعْرِفَتِنَا وَنَحْنُ الْأَعْرَافُ يُعَرِّفُنَا اللهُ عَزَّ وَجَلَّ يَوْمَ الْقِيَامَةِ عَلَى الصِّرَاطِ؛ فَلَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ إِلَّا مَنْ عَرَفَنَا وَعَرَفْنَاهُ وَلَا يَدْخُلُ النَّارَ إِلَّا مَنْ أَنْكَرَنَا وَأَنْكَرْنَاهُ، إِنَّ اللهَ تَبَارَكَ وَتَعَالَىٰ لَوْ شَاءَ لَعَرَّفَ الْعِبَادَ نَفْسَهُ وَلٰكِنْ جَعَلَنَا أَبْوَابَهُ وَصِرَاطَهُ وَسَبِيلَهُ وَالْوَجْهَ الَّذِي يُؤْتَىٰ مِنْهُ، فَمَنْ عَدَلَ عَنْ وَلَايَتِنَا أَوْ فَضَّلَ عَلَيْنَا غَيْرَنَا، فَإِنَّهُمْ عَنِ الصِّرَاطِ لَنَاكِبُونَ فَلَا سَوَاءٌ مَنِ اعْتَصَمَ النَّاسُ بِهِ وَلَا سَوَاءٌ، حَيْثُ ذَهَبَ النَّاسُ إِلَىٰ عُيُونٍ كَدِرَةٍ يَفْرَغُ بَعْضُهَا فِي بَعْضٍ، وَذَهَبَ مَنْ ذَهَبَ إِلَيْنَا إِلَىٰ عُيُونٍ صَافِيَةٍ تَجْرِي بِأَمْرِ رَبِّهَا: لَا نَفَادَ لَهَا وَلَا انْقِطَاعَ.

٩- فرمایا امام جعفر صادق علیہ السلام نے کہ ابن الکوا امیر المومنین علیہ السلام کے پاس آیا اور کہنے لگا امیر المومنینؑ

اور فرمایا ہے ہلاکت ہو ان کے لئے۔ ان کے اعمال اکارت گئے اور خدا نے فرمایا۔ خدا اور ایمان والوں کی اس سے سخت دشمنی ہے خدا نے ہر متکبر و جبار کے دل پر مہر لگا دی ہے اور بکثرت درود و سلام ہو محمدؐ اور ان کی اولاد پر۔

٢ ـ محمد بن يحيى، عن أحمد بن محمد بن عيسى، عن الحسن بن محبوب، عن إسحاق بن غالب، عن أبي عبدالله عليه‌السلام في خطبة له يذكر فيها حال الأئمة عليهم‌السلام و صفاتهم: إن الله عز و جل أوضح بأئمة الهدى من أهل بيت نبينا عن دينه و أبلج بهم عن سبيل منهاجه و فتح بهم عن باطن ينابيع علمه، فمن عرف من امة محمد صلى‌الله‌عليه‌وآله واجب حق إمامه وجد طعم حلاوة إيمانه و علم فضل طلاوة إسلامه، لأن الله تبارك و تعالى نصب الإمام علماً لخلقه و جعله حجة على أهل موادّه و عالمه(٥) و ألبسه الله تاج الوقار و غشاه من نور الجبار، يمد بسبب إلى السماء، لا ينقطع عنه موادّه و لا ينال ما عند الله إلا بجهة أسبابه و لا يقبل الله أعمال العباد إلا بمعرفته؛ فهو عالم بما يرد عليه من ملتبسات الدجى و معميات السنن و مشبهات الفتن، فلم يزل الله تبارك و تعالى يختارهم لخلقه من ولد الحسين عليه‌السلام من عقب كل إمام يصطفيهم لذلك و يجتبيهم، و يرضى بهم لخلقه و يرتضيهم، كلما مضى منهم إمام نصب لخلقه من عقبه إماماً علماً بيناً و هادياً نيراً و إماماً قيماً و حجة عالماً؛ أئمة من الله، يهدون بالحق و به يعدلون. حجج الله و دعاته و رعاته على خلقه يدين بهديهم العباد و تستهل بنورهم البلاد و ينمو ببركتهم التلاد، جعلهم الله حياة للأنام و مصابيح للظلام و مفاتيح للكلام و دعائم للإسلام، جرت بذلك فيهم مقادير الله على محتومها، فالإمام هو المنتجب المرتضى و الهادي المنتجى و القائم المرتجى، اصطفاه الله بذلك و اصطنعه على عينه في الذر حين ذرأه و في البرية حين برأه ظلاً قبل خلق نسمة عن يمين عرشه محبواً بالحكمة في علم الغيب عنده اختاره بعلمه و انتجبه لطهره، بقية من آدم عليه‌السلام و خيرة من ذرية نوح عليه‌السلام و مصطفى من آل إبراهيم عليه‌السلام و سلالة من إسماعيل و صفوة من عترة محمد صلى‌الله‌عليه‌وآله لم يزل مرعياً بعين الله يحفظه و يكلؤه بستره، مطروداً عنه حبائل إبليس و جنوده، مدفوعاً عنه وقوب الغواسق و نفوث كل فاسق، مصروفاً عنه قوارف السوء، مبرءاً من العاهات؛ محجوباً عن الآفات معصوماً من الزلات مصوناً عن الفواحش كلها، معروفاً بالحلم و البر في يفاعه، منسوباً إلى العفاف و العلم و الفضل عند انتهائه، مسنداً إليه أمر والده، صامتاً عن المنطق في حياته، فإذا انقضت مدة والده إلى أن انتهت به مقادير الله إلى مشيئته و جاءت الإرادة من الله فيه إلى محبته و بلغ منتهى مدة والده

فَمَضىٰ وَ صَارَ أَمْرُ اللهِ إِلَيْهِ مِنْ بَعْدِهِ وَ قَلَّدَهُ دِينَهُ وَ جَعَلَهُ الْحُجَّةَ عَلىٰ عِبَادِهِ وَ قَيِّمَهُ فِي بِلَادِهِ وَأَيَّدَهُ بِرُوحِهِ وَ آتَاهُ عِلْمَهُ وَ أَنْبَأَهُ فَصْلَ بَيَانِهِ وَ اسْتَوْدَعَهُ سِرَّهُ، وَانْتَدَبَهُ لِعَظِيمِ أَمْرِهِ وَ أَنْبَأَهُ فَضْلَ بَيَانِ عِلْمِهِ وَ نَصَبَهُ عَلَماً لِخَلْقِهِ وَ جَعَلَهُ حُجَّةً عَلىٰ أَهْلِ عَالَمِهِ وَ ضِيَاءً لِأَهْلِ دِينِهِ وَالْقَيِّمَ عَلىٰ عِبَادِهِ، رَضِيَ اللهُ بِهِ إِمَاماً لَهُمْ، اسْتَوْدَعَهُ سِرَّهُ وَ اسْتَحْفَظَهُ عِلْمَهُ وَ اسْتَخْبَأَهُ حِكْمَتَهُ وَ اسْتَرْعَاهُ لِدِينِهِ(۲) وَ انْتَدَبَهُ لِعَظِيمِ أَمْرِهِ وَ أَحْيَا بِهِ مَنَاهِجَ سَبِيلِهِ وَ فَرَائِضِهِ وَ حُدُودِهِ ؛ فَقَامَ بِالْعَدْلِ عِنْدَ تَحَيُّرِ أَهْلِ الْجَهْلِ وَ تَحْبِيرِ أَهْلِ الْجَدَلِ بِالنُّورِ السَّاطِعِ وَالشِّفَاءِ النَّافِعِ بِالْحَقِّ الْأَبْلَجِ وَالْبَيَانِ اللَّائِحِ مِنْ كُلِّ مَخْرَجٍ، عَلىٰ طَرِيقِ الْمَنْهَجِ الَّذِي مَضىٰ عَلَيْهِ الصَّادِقُونَ مِنْ آبَائِهِ عَلَيْهِمُ السَّلَامُ؛ فَلَيْسَ يَجْهَلُ حَقَّ هٰذَا الْعَالِمِ إِلَّا شَقِيٌّ وَلَا يَجْحَدُهُ إِلَّا غَوِيٌّ وَلَا يَصُدُّ عَنْهُ إِلَّا جَرِيٌّ عَلَى اللهِ جَلَّ وَعَلَا.

۲۔ امام جعفر صادق علیہ السلام نے اپنے ایک خطبہ میں آئمہ علیہم السلام کا حال اور ان کی صفات کو بیان فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے کہ ہمارے نبی کے لئے آئمہ ہدایت کے ذریعہ سے اپنے دین کو واضح کیا اور ان کی راہوں کو ان کے وجود سے روشن کیا اور اپنے علم کے چشموں کو ان کے لئے کھولا۔ پس امت محمدؐ میں سے جس نے ان کو پہچانا اور حق امامت کو قبول کیا۔ اس نے ایمان کا ذائقہ چکھا اور اسلام کی فضیلت کو جانا۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے امام کو مقرر کیا ہے ایک نشان اپنی مخلوق کے لئے اور حجت قرار دیا اہل اطاعت کے لئے اور تمام عوام کے لئے اور پہنایا اس کو تاج وقار اور ڈھانپ لیا اس کو ایسے نور سے جو نگاہ رکھنے والا ہے آسمان و زمین کا اور زیادہ ہوتا ہے اس کا علم اس وسیلہ سے جو آسمان تک کھنچا ہوا ہے تاکہ وحیٔ الٰہی کا سلسلہ منقطع نہ ہو اور جو احکام من اللہ ہیں وہ نہیں حاصل ہوتے مگر بوسیلہ امام اور خدا اپنے بندوں کے اعمال کو قبول نہیں کرتا جب تک معرفتِ امام نہ ہو وہ دفع کرنے والا ہے شکوک کی تاریکیوں اور فتنوں کے شبہات کو اور کھولنے والا ہے سنن کی گتھیوں کو، خدا نے اپنی مخلوق کی ہدایت کے لئے اولاد حسینؑ سے انتخاب کیا اور ایک کے بعد دوسرے کا اصطفا اور اجتبا کیا اور راضی ہوا ان سے اپنی مخلوق کی ہدایت پر اور ان کو ان کے لئے چن لیا جب ان میں سے کوئی امام دنیا سے گیا تو اس کے بعد ہی دوسرا امام معین کیا جو اس کی وحدانیت کا روشن نشان اور روشنی پھیلانے والا ہادی اور دین کو قوت بخشنے والا امام تھا اور عالم حجت خدا تھا جو آئمہ خدا کی طرف سے امام ہیں وہ حق کی طرف ہدایت کرتے ہیں اور معاملات میں عدل و انصاف سے کام لیتے ہیں وہ خدا کی حجتیں ہیں اور اس کی مخلوق پر اس کی طرف سے نگہبان ہیں وہ خدا کے بندوں کے لئے باعث ہدایت ہیں ان کے نور سے شہروں میں روشنی ہے اور لوگوں کی اولاد ان کی برکت سے نمو حاصل کرتی ہے خدا نے ان کو لوگوں کے لئے زندگی قرار دیا ہے وہ اندھیروں کی روشنیاں ہیں وہ کلام الٰہی کی کنجیاں ہیں وہ اسلام کے ستون ہیں ان کے لئے اللہ کا ارادہ ان کے متعلق جاری ہوا ہے امام خدا کا منتخب

پسندیدہ ہوتا ہے برگزیدہ اور مقبولِ خدا و رسولؐ ہے اور ایسا ہادی ہے جو محلِ اسرار الہٰیہ ہے اور قائم رہنے والی امیدگاہ ہے خدا کا منتخب بندہ ہے ان صفات کے ساتھ اور کمالِ نظر التفات سے خدا نے اس کو اپنے لئے بنا یا جبکہ عالمِ ذر میں اس کو پیدا کیا اور خلق کے پیدا کرنے سے پہلے ان کو پیدا کیا اپنے عرش کے داہنی طرف اور ان کو اپنی حکمت کی نعمت عطا فرمائی تھی اللہ تعالیٰ نے اپنے غیب کے علم میں امام کا انتخاب کیا اور اس کو طہارت سے مخصوص کیا وہ بقیہ اولادِ آدم اور ذریت نوحؑ سے ہے اور آلِ ابراہیم کا برگزیدہ ہے اور آلِ اسماعیل کا خلاصہ ہے اور محمدؐ کا جگر پارہ ہے ہمیشہ خدا کی آنکھ اس کی حفاظت کرتی ہے (تاکہ اس کی عصمت برقرار رہے) اور اپنے پردہ میں اس کی نگہبانی کرتی ہے اور شیطان اور اس کے لشکر کے جال سے اس کو دور رکھتی ہے اور شبہات کی تاریکیوں سے بچاتا ہے اور ہر فاسق کی سرکشی سے محفوظ رکھتا ہے اور ہر برائی کے ارتکاب سے دور رکھتا ہے عیبوں سے بری رکھتا ہے آفات سے بچاتا ہے لغزشوں سے حفاظت کرتا ہے فواحش سے محفوظ رکھتا ہے اوّل عمر سے حلم اور نیکی سے متصف ہوتا ہے اور آخر عمر تک عفت علم اور فضل سے تعلق رکھتا ہے اپنے باپ کے امر پر قائم رہتا ہے اور باپ کی زندگی میں گویائی سے خاموش رہتا ہے جب اس کے باپ کی مدت حیات ختم ہوتی ہے اور اس کی امامت کا زمانہ آتا ہے اور ارادہ الہٰی اس کے حجت قرار دینے سے متعلق ہوتا ہے اور اس کے باپ کی مدت حیات انتہا کو پہنچ جاتی ہے تو اس کے بعد امر الہٰی اس سے متعلق ہوتا ہے اور دین کے معاملات میں اس سے رجوع کی جاتی ہے۔ خدا اس کو اپنے بندوں پر حجت قرار دیتا ہے۔

اور اپنے شہروں میں اس سے اپنے دین کو قائم کیا اور اپنی روح سے اس کی تائید کی اور اپنا علم اس کو عطا کیا اور حق و باطل میں فیصل کرنے والے بیان سے آگاہ کیا اور اپنا راز اس کے سپرد کیا اور اس کو امرِ عظیم انجام دینے کے لئے بلایا اور اس بیان کی فضیلت سے اس کو آگاہ کیا اور اپنی مخلوق کے لئے اس کو اپنا نشان قرار دیا اور اہلِ علم پر اس کو حجت قرار دیا اور اہلِ دین کے لئے اسے روشنی بنایا اور اپنے بندوں پر اس کو ایک رکن مستحکم قرار دیا اور اللہ نے لوگوں کے لئے اس کا امام ہونا پسند کیا۔ اپنا بھید اس کے سپرد کیا اور اپنے علم کا اسے محافظ بنایا اور اپنی حکمت کو اس کے اندر پوشیدہ رکھا اور نگاہ رکھا اور اس کو اپنے دین کے لئے بلایا اس کو امرِ عظیم کے لئے اور اپنے دین کے طریقوں کو اس سے زندہ کیا اپنے فرائض و حدود کو اس سے باقی رکھا۔ پس امام نے عدل سے اس وقت کام لیا۔ جب صاحبانِ جہالت حیرت میں تھے اور جھگڑالو لوگ حیران تھے۔ یہ ہدایت ایک چمکدار نور سے کی اور یہ بیان امراضِ قلبی کو شفا دینے والا ہے اور حق واضح اور بیان روشن ہے اور ہدایت اسی نہج پر تھی اور جو طریقہ ان کے آبارِ طاہرین و صادقین کا ہے پس ایسے عالم کے حق سے جاہل نہ ہوگا مگر شقی اور نہ انکار کرے گا مگر گمراہ، اور نہ روگردانی کریگا اس سے۔ مگر خداوند عالم پر جرأت کرنے والا۔

👈 اماموں کو الھام و وحی کا نزول

باب نمبر ﴿۹﴾

ائمہؑ کو وہ مسائل الھام کر دیئے جاتے ہیں جو کتاب وسنت میں نہ ہوں

حدیث ① حدثنا محمد بن الحسين (و عبد الله بن محمد معاً) عن الحسن بن محبوب عن العلاء بن رزين عن محمد بن مسلم عن أبي جعفر ع قال كان علي يعمل بكتاب الله و سنة نبيه فإذا ورد عليه (الشيء الحادث) الذي ليس في الكتاب و لا في السنة ألهمه الله الحق فيه إلهاما و ذلك و الله من المعضلات.

محمد بن مسلم نے بیان کیا کہ امام ابوجعفر علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: علی علیہ الصلوٰۃ والسلام کتاب اللہ اور سنتِ رسولؐ کے مطابق عمل کرتے تھے۔ جب آپؑ کو ایسے مسائل درپیش آتے جو کتاب وسنت میں نہ ہوں تو اللہ ان کو الھام کر دیتا جو کہ الھام کا حق تھا اور اللہ کی قسم! یہ مسائل انتہائی پیچیدہ ومشکل تھے۔

حدیث ② حدثنا محمد بن الحسين عن عبد الله بن هلال عن العلاء عن محمد بن مسلم عن أبي جعفر ع قال كان علي ع يعمل بكتاب الله و سنة نبيه فإذا ورد عليه الشيء الحادث الذي ليس في الكتاب و لا في السنة ألهمه الله تعالى (الحق) إلهاما و ذلك و الله من المعضلات.

محمد بن مسلم نے بیان کیا کہ ابوجعفر علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: علی علیہ الصلوٰۃ والسلام کتاب اللہ اور سنتِ رسولؐ کے مطابق عمل کرتے تھے۔ جب آپؑ کو ایسے مسائل درپیش آتے جو کتاب وسنت میں نہ ہوں تو اللہ آپؑ کو الہام کر دیتا جو کہ الہام کا حق تھا اور اللہ کی قسم! یہ مسائل انتہائی پیچیدہ ومشکل تھے۔

عبداللہ بن سنان نے بیان کیا کہ میں نے آپؑ سے نصف شعبان (یعنی ۱۵ شعبان) کے متعلق پوچھا۔ آپؑ نے فرمایا: میرے پاس اس کے متعلق کوئی خبر نہیں لیکن جب رمضان کی انیسویں رات ہوتی ہے تو اس میں رزق تقسیم ہوتے ہیں اور موت کے وقت لکھے جاتے ہیں اور ان میں حاجیوں کے وفود نکلتے ہیں اس رات جب اللہ اپنے بندوں کو دیکھتا ہے تو انہیں معاف کر دیتا ہے مگر شراب پینے والے کو معاف نہیں کرتا جب ۲۳ رویں رات ہوتی ہے تو اس میں ہر حکمت والے کام کا فیصلہ کیا جاتا ہے پھر اسے جاری کر کے منسوب کر دیا جاتا ہے۔ میں نے عرض کیا: کس کی طرف؟۔ فرمایا: تمھارے امام علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طرف اور اگر وہ نہ ہوتا تو نہیں جانا جا سکتا تھا (اس سال میں کیا ہوگا)۔

حدیث ﴿۴﴾ حدثنا أحمد بن محمد عن عمر بن عبد العزيز عن يونس عن الحارث بن المغيرة البصري (و عن عمرو) عن ابن أبي عمير عمن رواه عن هشام قال قلت لأبي عبد الله ع قول الله تعالى في كتابه (فِيها يُفْرَقُ كُلُّ أَمْرٍ حَكِيمٍ) قال تلك ليلة القدر يكتب فيها وفد الحاج وما يكون فيها من طاعة أو معصية (أو موت) أو حياة و يحدث الله في الليل و النهار ما يشاء ثم يلقيه إلى صاحب الأرض قال الحارث بن المغيرة النصري قلت و من صاحب الأرض؟ قال صاحبكم.

ہشام نے بیان کیا کہ میں نے ابو عبداللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام سے اللہ کے اس فرمان کے متعلق پوچھا ﴿فِيهَا يُفْرَقُ كُلُّ اَمْرٍ حَكِيمٍ﴾ ''اس میں ہر حکمت والے کام کا فیصلہ کیا جاتا ہے''۔ (دخان۔ ۴) آپؑ نے فرمایا: یہ لیلتہ القدر ہے اس میں حاجیوں کا وفد بھی لکھا جاتا ہے اور جو کچھ اس میں اطاعت معصیت، موت وحیات ہوگی سب لکھا جاتا ہے اور وہ بھی جو اللہ کی مشیت کے مطابق دن ورات میں ظہور کرے گا۔ پھر اسے صاحب الارض کی طرف القاء کیا جاتا ہے۔ (حارث کہتا ہے) میں نے

باب نمبر (۳)

اماموں پر لیلۃ القدر میں وہ باتیں القاء کی جاتی ہیں جو سال بھر پیش آنی ہوں

حدیث ① حدثنا يعقوب بن يزيد عن محمد بن أبي عمير عن الحسين بن موسى عن ابن بكير عن أبي عبد الله ع قال إن ليلة القدر يكتب ما يكون فيها في السنة إلى مثلها من خير أو شر أو موت أو حياة أو مطر و يكتب فيها وفد الحاج ثم يفضي ذلك إلى أهل الأرض فقلت إلى من من أهل الأرض؟ فقال إلى من ترى؟.

ابن بکیر نے بیان کیا کہ ابو عبداللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: لیلۃ القدر میں سال بھر پیش آنے والے کام چاہے خیر وشر ہو، موت وحیات ہو یا بارش ہو وہ لکھ دیے جاتے ہیں اور اس میں حاجیوں کے وفد بھی لکھے جاتے ہیں پھر اسے اہلِ ارض کی طرف پہنچایا جاتا ہے۔ میں نے کہا: اہلِ ارض میں کس پر؟۔ فرمایا: تُو کس کے متعلق تصور کرتا ہے؟ بے شک ہم پر۔

حدیث ② حدثنا أحمد بن محمد عن علي بن الحكم عن سيف بن عميرة عن داود بن فرقد قال سألته عن قول الله عز و جل (إِنَّا أَنْزَلْنَاهُ فِي لَيْلَةِ الْقَدْرِ وَ مَا أَدْرَاكَ مَا لَيْلَةُ الْقَدْرِ) قال ينزل فيها ما يكون من السنة إلى السنة

من موت أو مولود قلت له إلى من؟ فقال إلى من عسى أن يكون؟ إن الناس فى تلك الليلة فى صلاة و دعاء و مسألة و صاحب هذا الأمر فى شغل (تَنَزَّلُ الْمَلائِكَةُ) إليه بأمور السنة من غروب الشمس إلى طلوعها (مِنْ كُلِّ أَمْرٍ سَلامٌ هِيَ) له إلى أن يطلع الفجر.

داؤد بن فرقد نے بیان کیا کہ میں نے آپؑ سے اللہ کے اس فرمان کے متعلق سوال کیا ﴿إِنَّآ أَنزَلْنَٰهُ فِى لَيْلَةِ ٱلْقَدْرِ ۝١ وَمَآ أَدْرَىٰكَ مَا لَيْلَةُ ٱلْقَدْرِ ۝٢﴾ ''ہم نے اُسے نازل کیا لیلۃ القدر میں۔ اور تو کیا جانے لیلۃ القدر کیا ہے''۔ (قدر۔ ۱،۲) آپؑ نے فرمایا: اس میں وہ چیزیں نازل ہوتی ہیں جو ایک سال سے دوسرے سال تک پیش آئیں گی چاہے موت ہو یا حیات۔ میں نے پوچھا: کس کی طرف (نازل ہوتی ہیں)؟ ۔آپؑ نے فرمایا: کس کی طرف ہو سکتی ہیں؟ لوگ تو اس رات میں نماز پڑھتے ہیں اور دعائیں مانگتے ہیں اور اِس اَمر کا صاحب مشغول ہوتا ہے کیونکہ اُس پر ملائکہ غروبِ شمس سے طلوعِ شمس تک سال بھر کے امور لے کر نازل ہوتے ہیں۔ وہ کُل اَمر لے کر آتے ہیں اور یہ صاحبِ اَمر کے لیے سلامتی ہی سلامتی ہے پس طلوعِ شمس تک یہی سلسلہ جاری رہتا ہے۔

حدیث ۳ حدثنا العباس بن معروف عن سعدان بن مسلم عن عبد الله بن سنان قال سألته عن النصف من شعبان فقال ما عندى فيه شىء و لكن إذا كانت ليلة تسع عشر من شهر رمضان قسم فيها الأرزاق و كتب فيها الآجال و خرج فيها صكاك الحاج و أطلع الله إلى عباده فغفر الله لهم إلا شارب الخمر فإذا كانت ليلة ثلاثة و عشرين فيها يفرق كل أمر حكيم ثم ينهى ذلك و يمضى قال قلت إلى من؟ قال إلى صاحبكم و لولا ذلك لم يعلم.

باب19

علاماتِ امام پر حضرتؑ کا فرمان

۱۔ (حذف اسناد) علی بن حسن بن علی بن فضال نے اپنے والد سے روایت کی، انہوں نے کہا کہ ابوالحسن علی بن موسیٰ الرضا علیہما السلام نے فرمایا:۔

"امام کی یہ علامتیں ہیں۔

1۔ امام تمام لوگوں سے بڑا عالم ہوتا ہے۔

2۔ امام تمام لوگوں سے زیادہ صحیح فیصلہ کرنے والا ہوتا ہے۔

3۔ امام تمام لوگوں سے زیادہ پرہیز گار ہوتا ہے۔

4۔ امام تمام لوگوں سے زیادہ حلیم ہوتا ہے۔

5۔ امام تمام لوگوں سے زیادہ بہادر ہوتا ہے۔

6۔ امام تمام لوگوں سے زیادہ سخی ہوتا ہے۔

7۔ امام تمام لوگوں سے زیادہ عابد ہوتا ہے۔

8۔ امام ختنہ شدہ پیدا ہوتا ہے۔

9۔ امام طاہر و مطہر ہوتا ہے۔

10۔ امام اپنے پس پشت ایسے دیکھتا ہے جیسا کہ اپنے سامنے دیکھتا ہے۔

11۔ امام کا سایہ نہیں ہوتا۔

12۔ امام جب شکمِ مادر سے زمین پر قدم رکھتا ہے تو اپنی دونوں ہتھیلیوں کے بل زمین پر سجدہ کرتا ہے اور بلند آواز سے کلمۂ شہادتین ادا کرتا ہے۔

13۔ امام کو احتلام نہیں ہوتا۔

14۔ امام کی آنکھیں سوتی ہیں لیکن امام کا دل نہیں سوتا۔

15۔ امام محدث بہ الہام خدا ہوتا ہے۔

عبداللہ بن سنان نے بیان کیا کہ میں نے آپؑ سے نصف شعبان (یعنی ۱۵ شعبان) کے متعلق پوچھا۔آپؑ نے فرمایا: میرے پاس اس کے متعلق کوئی خبر نہیں لیکن جب رمضان کی انیسویں رات ہوتی ہے تو اس میں رزق تقسیم ہوتے ہیں اور موت کے وقت لکھے جاتے ہیں اور ان میں حاجیوں کے وفود نکلتے ہیں اس رات جب اللہ اپنے بندوں کو دیکھتا ہے تو انہیں معاف کر دیتا ہے مگر شراب پینے والے کو معاف نہیں کرتا جب ۲۳ رویں رات ہوتی ہے تو اس میں ہر حکمت والے کام کا فیصلہ کیا جاتا ہے پھر اسے جاری کر کے منسوب کر دیا جاتا ہے۔میں نے عرض کیا: کس کی طرف؟۔فرمایا: تمھارے امام علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طرف اور اگر وہ نہ ہوتا تو نہیں جانا جا سکتا تھا (اس سال میں کیا ہوگا)۔

حدیث ④ حدثنا أحمد بن محمد عن عمر بن عبد العزيز عن يونس عن الحارث بن المغيرة البصري (و عن عمرو) عن ابن أبي عمير عمن رواه عن هشام قال قلت لأبي عبد الله ع قول الله تعالى في كتابه (فِيهَا يُفْرَقُ كُلُّ أَمْرٍ حَكِيمٍ) قال تلك ليلة القدر يكتب فيها وفد الحاج و ما يكون فيها من طاعة أو معصية (أو موت) أو حياة و يحدث الله في الليل و النهار ما يشاء ثم يلقيه إلى صاحب الأرض قال الحارث بن المغيرة النصري قلت و من صاحب الأرض؟ قال صاحبكم.

ہشام نے بیان کیا کہ میں نے ابو عبداللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام سے اللہ کے اس فرمان کے متعلق پوچھا ﴿فِيهَا يُفْرَقُ كُلُّ أَمْرٍ حَكِيمٍ﴾ ''اس میں ہر حکمت والے کام کا فیصلہ کیا جاتا ہے''۔ (دخان۔۴) آپؑ نے فرمایا: یہ لیلتہ القدر ہے اس میں حاجیوں کا وفد بھی لکھا جاتا ہے اور جو کچھ اس میں اطاعت معصیت، موت وحیات ہوگی سب لکھا جاتا ہے اور وہ بھی جو اللہ کی مشیت کے مطابق دن ورات میں ظہور کرے گا۔پھر اسے صاحب الارض کی طرف القاء کیا جاتا ہے۔(حارث کہتا ہے) میں نے

امام کو اللّٰہ کی جانب سے اپنی تقرری کا پتا چلتا ھے ... اللّٰہ الھام کرتا ھے یعنی وحی ھوتی ھے جیسے انبیاء کو انکی نبوت پر اللّٰہ کی جانب سے پیغام دیا جاتا ھے-

یہی دعوہ مرزے قادیانی کا ھے-

بَعْدَ مَوْتِ أَبِي الْحَسَنِ عَلَيْهِ السَّلَامُ بِيَوْمٍ، قُلْتُ طَلَّقْتَهَا وَقَدْ عَلِمْتَ بِمَوْتِ أَبِي الْحَسَنِ؟ قَالَ: نَعَمْ، قُلْتُ: قَبْلَ أَنْ يَقْدَمَ عَلَيْكَ سَعِيدٌ؟ قَالَ: نَعَمْ.

۳۔ وشا نے کہا۔ میں نے امام رضا علیہ السلام سے کہا کہ لوگ آپ سے وفات امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کی روایت کرتے ہیں ایک شخص نے بیان کیا کہ آپ کو وفات کا حال سعید سے جو بغداد سے آیا تھا معلوم ہوا تھا۔ فرمایا میں تو سعید کے آنے سے پہلے ہی خبر وفات سنا چکا تھا راوی کہتا ہے میں نے حضرت کو فرماتے سنا کہ میں نے ام فروہ بنت اسحاق کو ماہ رجب میں امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کی وفات کے دن ہی خبر دے دی تھی۔ میں نے کہا آپ کو موت کا حال معلوم ہو گیا تھا۔ فرمایا ہاں، میں نے کہا سعید کے آنے سے پہلے۔ فرمایا۔ ہاں۔

٤ ـ مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْحُسَيْنِ، عَنْ صَفْوَانَ قَالَ: قُلْتُ لِلرِّضَا عَلَيْهِ السَّلَامُ: أَخْبِرْنِي عَنِ الْإِمَامِ مَتَى يَعْلَمُ أَنَّهُ إِمَامٌ؟ حِينَ يَبْلُغُهُ أَنَّ صَاحِبَهُ قَدْ مَضَى أَوْ حِينَ يَمْضِي؟ مِثْلَ أَبِي الْحَسَنِ قُبِضَ بِبَغْدَادَ وَأَنْتَ هٰهُنَا؟ قَالَ: يَعْلَمُ ذٰلِكَ حِينَ يَمْضِي صَاحِبُهُ، قُلْتُ: بِأَيِّ شَيْءٍ؟ قَالَ: يُلْهِمُهُ اللهُ،

۴۔ میں نے امام رضا علیہ السلام سے کہا۔ مجھے بتائیے کہ امام کو کب پتہ چلتا ہے کہ وہ امام ہوا جبکہ اس کو یہ خبر معلوم ہوتی ہے کہ امام سابق مر گیا یا موت کا وقت ہی معلوم ہو جاتا ہے۔ فرمایا۔ موت کے وقت ہی۔ میں نے کہا۔ کیسے؟ فرمایا اللہ اس کو الہام کرتا ہے۔

٥ ـ عَلِيُّ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عِيسَى، عَنْ أَبِي الْفَضْلِ الشَّهْبَانِيِّ، عَنْ هَارُونَ بْنِ الْفَضْلِ قَالَ: رَأَيْتُ أَبَا الْحَسَنِ عَلِيَّ بْنَ مُحَمَّدٍ فِي الْيَوْمِ الَّذِي تُوُفِّيَ فِيهِ أَبُو جَعْفَرٍ عَلَيْهِ السَّلَامُ فَقَالَ: إِنَّا لِلّٰهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُونَ، مَضَى أَبُو جَعْفَرٍ عَلَيْهِ السَّلَامُ، فَقِيلَ لَهُ: وَكَيْفَ عَرَفْتَ؟ قَالَ، لِأَنَّهُ تَدَاخَلَنِي ذِلَّةٌ لِلّٰهِ لَمْ أَكُنْ أَعْرِفُهَا.

۵۔ راوی کہتا ہے کہ میں نے روز وفات امام محمد تقی علیہ السلام (جو بغداد میں فوت ہوئے) امام علی نقی علیہ السلام کو کہتے سنا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون، امام محمد تقی کا انتقال ہو گیا۔ میں نے کہا آپ کو کیسے معلوم ہوا۔ فرمایا میرے دل میں ایسی رقت اور رجوع الی اللہ پیدا ہوئی جس کی معرفت مجھے نہ تھی۔

٦ ـ عَلِيُّ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عِيسَى، عَنْ مُسَافِرٍ قَالَ: أَمَرَ أَبُو إِبْرَاهِيمَ عَلَيْهِ السَّلَامُ ـ حِينَ أُخْرِجَ بِهِ ـ أَبَا الْحَسَنِ عَلَيْهِ السَّلَامُ أَنْ يَنَامَ عَلَى بَابِهِ فِي كُلِّ لَيْلَةٍ أَبَداً مَا كَانَ حَيّاً إِلَى أَنْ يَأْتِيَهُ خَبَرُهُ قَالَ: فَكُنَّا فِي كُلِّ لَيْلَةٍ نَفْرُشُ لِأَبِي الْحَسَنِ فِي الدِّهْلِيزِ، ثُمَّ يَأْتِي بَعْدَ الْعِشَاءِ فَيَنَامُ، فَإِذَا

أصول الكافي

ثقة الإسلام
الشيخ محمد بن يعقوب الكليني
المتوفي سنة ٣٢٩ هـ

الجزء الأول

منشورات الفجر
بيروت - لبنان

عَنْكَ فِي مَوْتِ أَبِي الْحَسَنِ عليه السلام أَنَّ رَجُلًا قَالَ لَكَ: عَلِمْتَ ذَلِكَ بِقَوْلِ سَعِيدٍ، فَقَالَ: جَاءَ سَعِيدٌ بَعْدَ مَا عَلِمْتُ بِهِ قَبْلَ مَجِيئِهِ، قَالَ: وسَمِعْتُهُ يَقُولُ طَلَّقْتُ أُمَّ فَرْوَةَ بِنْتَ إِسْحَاقَ فِي رَجَبٍ بَعْدَ مَوْتِ أَبِي الْحَسَنِ بِيَوْمٍ، قُلْتُ: طَلَّقْتَهَا وقَدْ عَلِمْتَ بِمَوْتِ أَبِي الْحَسَنِ؟ قَالَ: نَعَمْ، قُلْتُ: قَبْلَ أَنْ يَقْدَمَ عَلَيْكَ سَعِيدٌ؟ قَالَ: نَعَمْ.

٤ - مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْحُسَيْنِ، عَنْ صَفْوَانَ قَالَ: قُلْتُ لِلرِّضَا عليه السلام: أَخْبِرْنِي عَنِ الْإِمَامِ مَتَى يَعْلَمُ أَنَّهُ إِمَامٌ؟ حِينَ يَبْلُغُهُ أَنَّ صَاحِبَهُ قَدْ مَضَى أَوْ حِينَ يَمْضِي؟ مِثْلَ أَبِي الْحَسَنِ قُبِضَ بِبَغْدَادَ وأَنْتَ هَاهُنَا، قَالَ: يَعْلَمُ ذَلِكَ حِينَ يَمْضِي صَاحِبُهُ، قُلْتُ: بِأَيِّ شَيْءٍ؟ قَالَ: يُلْهِمُهُ اللهُ.

٥ - عَلِيُّ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عِيسَى، عَنْ أَبِي الْفَضْلِ الشَّهْبَانِيِّ، عَنْ هَارُونَ بْنِ الْفَضْلِ قَالَ: رَأَيْتُ أَبَا الْحَسَنِ عَلِيَّ بْنَ مُحَمَّدٍ فِي الْيَوْمِ الَّذِي تُوُفِّيَ فِيهِ أَبُو جَعْفَرٍ عليه السلام فَقَالَ: إِنَّا للهِ وإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُونَ، مَضَى أَبُو جَعْفَرٍ عليه السلام، فَقِيلَ لَهُ: وكَيْفَ عَرَفْتَ؟ قَالَ: لِأَنَّهُ تَدَاخَلَنِي ذِلَّةٌ للهِ لَمْ أَكُنْ أَعْرِفُهَا.

٦ - عَلِيُّ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عِيسَى، عَنْ مُسَافِرٍ قَالَ: أَمَرَ أَبُو إِبْرَاهِيمَ عليه السلام - حِينَ أُخْرِجَ بِهِ - أَبَا الْحَسَنِ عليه السلام أَنْ يَنَامَ عَلَى بَابِهِ فِي كُلِّ لَيْلَةٍ أَبَداً مَا كَانَ حَيّاً إِلَى أَنْ يَأْتِيَهُ خَبَرُهُ قَالَ: فَكُنَّا فِي كُلِّ لَيْلَةٍ نَفْرُشُ لِأَبِي الْحَسَنِ فِي الدِّهْلِيزِ، ثُمَّ يَأْتِي بَعْدَ الْعِشَاءِ فَيَنَامُ فَإِذَا أَصْبَحَ انْصَرَفَ إِلَى مَنْزِلِهِ، قَالَ: فَمَكَثَ عَلَى هَذِهِ الْحَالِ أَرْبَعَ سِنِينَ، فَلَمَّا كَانَ لَيْلَةٌ مِنَ اللَّيَالِي أَبْطَأَ عَنَّا وفُرِشَ لَهُ فَلَمْ يَأْتِ كَمَا كَانَ يَأْتِي، فَاسْتَوْحَشَ الْعِيَالُ وذُعِرُوا، ودَخَلَنَا أَمْرٌ عَظِيمٌ مِنْ إِبْطَائِهِ، فَلَمَّا كَانَ مِنَ الْغَدِ أَتَى الدَّارَ ودَخَلَ إِلَى الْعِيَالِ وقَصَدَ إِلَى أُمِّ أَحْمَدَ فَقَالَ لَهَا: هَاتِ الَّتِي أَوْدَعَكِ أَبِي، فَصَرَخَتْ ولَطَمَتْ وَجْهَهَا وشَقَّتْ جَيْبَهَا وقَالَتْ: مَاتَ واللهِ سَيِّدِي، فَكَفَّهَا وقَالَ لَهَا: لَا تَكَلَّمِي بِشَيْءٍ ولَا تُظْهِرِيهِ، حَتَّى يَجِيءَ الْخَبَرُ إِلَى الْوَالِي، فَأَخْرَجَتْ إِلَيْهِ سَفَطاً وأَلْفَيْ دِينَارٍ أَوْ أَرْبَعَةَ آلَافِ دِينَارٍ، فَدَفَعَتْ ذَلِكَ أَجْمَعَ إِلَيْهِ دُونَ غَيْرِهِ وقَالَتْ: إِنَّهُ قَالَ لِي فِيمَا بَيْنِي وبَيْنَهُ - وكَانَتْ أَثِيرَةً عِنْدَهُ -: احْتَفِظِي بِهَذِهِ الْوَدِيعَةِ عِنْدَكِ، لَا تُطْلِعِي عَلَيْهَا أَحَداً حَتَّى أَمُوتَ، فَإِذَا مَضَيْتُ فَمَنْ أَتَاكِ مِنْ وُلْدِي فَطَلَبَهَا مِنْكِ، فَادْفَعِيهَا إِلَيْهِ واعْلَمِي أَنِّي قَدْ مِتُّ، وقَدْ جَاءَنِي واللهِ عَلَامَةُ سَيِّدِي، فَقَبَضَ ذَلِكَ مِنْهَا وأَمَرَهُمْ بِالْإِمْسَاكِ جَمِيعاً إِلَى أَنْ وَرَدَ الْخَبَرُ، وانْصَرَفَ فَلَمْ يَعُدْ لِشَيْءٍ مِنَ الْمَبِيتِ كَمَا كَانَ يَفْعَلُ، فَمَا لَبِثْنَا إِلَّا أَيَّاماً يَسِيرَةً حَتَّى جَاءَتِ الْخَرِيطَةُ بِنَعْيِهِ فَعَدَدْنَا الْأَيَّامَ وتَفَقَّدْنَا الْوَقْتَ فَإِذَا هُوَ قَدْ مَاتَ فِي الْوَقْتِ الَّذِي فَعَلَ أَبُو الْحَسَنِ عليه السلام مَا فَعَلَ، مِنْ تَخَلُّفِهِ عَنِ الْمَبِيتِ وقَبْضِهِ لِمَا قَبَضَ.

١٤٨ - باب حَالَاتِ الْأَئِمَّةِ عليهم السلام فِي السِّنِّ

١ - عِدَّةٌ مِنْ أَصْحَابِنَا، عَنْ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ عِيسَى، عَنِ ابْنِ مَحْبُوبٍ، عَنْ هِشَامِ بْنِ سَالِمٍ، عَنْ يَزِيدَ الْكُنَاسِيِّ قَالَ: سَأَلْتُ أَبَا جَعْفَرٍ عليه السلام أَكَانَ عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ عليه السلام حِينَ تَكَلَّمَ فِي الْمَهْدِ حُجَّةَ اللهِ عَلَى أَهْلِ زَمَانِهِ؟ فَقَالَ: كَانَ يَوْمَئِذٍ نَبِيّاً حُجَّةَ اللهِ غَيْرَ مُرْسَلٍ، أَمَا تَسْمَعُ لِقَوْلِهِ حِينَ قَالَ: ﴿قَالَ إِنِّي عَبْدُ ٱللَّهِ ءَاتَىٰنِيَ ٱلْكِتَٰبَ وَجَعَلَنِي نَبِيًّا ﴿٣٠﴾ وَجَعَلَنِي مُبَارَكًا أَيْنَ مَا كُنتُ وَأَوْصَٰنِي بِٱلصَّلَوٰةِ وَٱلزَّكَوٰةِ مَا دُمْتُ حَيًّا ﴿٣١﴾﴾ [مريم: ٣٠-٣١]. قُلْتُ: فَكَانَ يَوْمَئِذٍ حُجَّةً للهِ عَلَى زَكَرِيَّا فِي تِلْكَ الْحَالِ وهُوَ فِي الْمَهْدِ؟ فَقَالَ: كَانَ عِيسَى فِي

مرآة العقول

في شرح أخبار آل الرسول

تأليف

العلامة شيخ الإسلام المولى محمّد باقر المجلسي (ره)

ت ١١١١ هـ

شرح كتاب الكافي لثقة الإسلام الكليني (ره) المتوفّى سنة ٣٢٨-٣٢٩ هـ

الجزء الرابع

۴ ـ محمّد بن يحيى ، عن محمّد بن الحسين ، عن صفوان قال : قلت للرضا عليه السلام : أخبرني عن الإمام متى يعلم أنّه إمام ؟ حين يبلغه أنّ صاحبه قدمضى أوحين يمضي ؟ مثل أبي الحسن قبض ببغداد وأنت ههنا ، قال : يعلم ذلك حين يمضي صاحبه ، قلت ؛ بأيّ شيء ؟ قال : يلهمه الله .

۵ ـ عليّ بن إبراهيم ، عن محمّد بن عيسى ، عن أبي الفضل الشهباني ، عن هارون ابن الفضل قال : رأيت أباالحسن عليّ بن محمّد في اليوم الّذي توفّي فيه أبوجعفر عليه السلام فقال : إنّا لله وإنّا إليه راجعون ، مضى أبوجعفر عليه السلام ، فقيل له : و كيف عرفت ؟ قال : لأنّه تداخلني ذلّة لله لم أكن أعرفها .

علاقة الزوجيّة و عدم وجوب الاسكان في عدّة الوفاة ، و ربّما يقرء طلعتها بالعين المهملة على بناء التفعيل اى اطلعتها و أخبرتها ، وهذا مخالف للمضبوط في النسخ ، و بالجملة هذا من غوامض الاخبار، وليس شيء من تلك الوجوه ممّا تسكن إليه النفس.

الحديث الرابع : صحيح .

«ومثل» مرفوع خبر مبتداء محذوف ، اى موضع المسئلة مثل هذه الواقعة ، أو منصوب بنيابة المفعول المطلق ، اى مثل مضيّ أبي الحسن ، و جملة « قبض » استيناف بيانيّ «وأنت هيهنا» جملة حالية .

الحديث الخامس: مجهول وأبوالحسن: الثالث عليه السلام ، وأبوجعفر الجواد عليه السلام «تداخلني» اى دخلني ، و فيه مبالغة و لما كانت الامامة منتهى درجات الكمال للبشر وهو يستلزم نهاية معرفة الله عزّوجل، وهي مستلزمة لغاية الإخبات والخضوع والتذلّل له تعالى ، فلذا استدلّ عليه السلام بحصولها على حصول الامامة ، و إنّما قال عليه السلام ذلك على وفق فهم السائل ، و إلاّ فانّه عليه السلام كان اطّلع بإلهامه تعالى واطّلاعه على ملكوت السماوات والارض ، بل حضر عند موته وغسله و دفنه والصلاة عليه كما ورد في الاخبار .

شیعہ کے امام کا دعوہ

وما ینطق عن الھوا
ان ھوا الا وحی یوحی

امام کا قول اللہ کا قول ھوتا ھے

نے تیرے لیے اور جو تجھے دوست رکھے اُس کے لیے اپنی رحمت واجب کر دی اور میں نے اُس کیلئے اپنی جنت بخش دی اور اپنی پناہ حلال کر دی۔ میری عزت وجلال کی قسم! جو تجھ سے دشمنی رکھے گا میں اسے شدید عذاب میں داخل کروں گا اگر چہ دنیا میں اس کے لیے رزق کشادہ کر دوں۔ فرمایا: جب منادی کی آواز آتی ہے تو امامؑ اسے جواب دیتا ہے ﴿شَهِدَ اللّٰهُ اَنَّهٗ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۙ وَالْمَلٰٓئِكَةُ وَاُولُوا الْعِلْمِ قَآئِمًۢا بِالْقِسْطِ ؕ﴾ ''اللہ تعالیٰ نے خود گواہی دی کہ بے شک اس کے سوا کوئی معبود نہیں اور کُل فرشتوں اور صاحبانِ علم نے جو عدل کے ساتھ قائم ہیں (یہی گواہی دی)''۔ (آل عمران۔ ۱۸) جب امام یہ کہتا ہے تو اس کو اول و آخر کا علم عطاء ہو جاتا ہے اور لیلتہ القدر میں روح کا مستحق ہو جاتا ہے۔

حدیث ⑭ حدثنا الحسن بن أحمد بن محمد عن أبيه عن الحسن بن عباس بن حريش أنه عرضه على أبي جعفر ع فأقر به قال فقال أبو عبد الله ع إن القلب الذى يعاين ما ينزل فى ليلة القدر لعظيم الشأن قلت و كيف ذاك يا أبا عبد الله؟ قال (يكتب على قلب ذلك الرجل) بمداد النور (فذلك جميع العلم) ثم يكون القلب مصحفا للبصر (و يكون الأذن وعية للبصر) ويكون اللسان مترجماً للأذن إذا أراد ذلك الرجل علم شيء نظر ببصره و قلبه فكأنه ينظر فى كتاب قلت له بعد ذلك فكيف العلم فى غيرها؟ أ يشق القلب فيه أم لا؟ قال لا يشق (و) لكن الله يلهم ذلك الرجل بالقذف فى القلب حتى يخيل إلى الأذن أنها تكلم بما شاء الله (من) علمه و الله واسع عليم.

حسن بن عباس بن حریش نے بیان کیا کہ انہوں نے اس (روایت) کو ابو جعفر علیہ الصلوٰۃ والسلام پر پیش کیا تو

آپؑ نے اس کا اقرار کیا اور فرمایا کہ ابوعبداللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: وہ دل جو اس چیز کا معائنہ کرتا ہے جو لیلۃ القدر میں نازل ہوتا ہے بڑا عظیم الشان ہے۔ (راوی کہتا ہے) میں نے کہا: اے ابوعبداللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام یہ کیسے ہوتا ہے۔ فرمایا: ایسے شخص کے دل پر نور کی سیاہی سے تمام علم لکھ دیا جاتا ہے پھر قلب بصارت کے لیے مصحف بن جاتا ہے اور کان بصارت کے لیے یادکرنے لگتے ہیں اور زبان کانوں کے لیے ترجمان بن جاتی ہے جب ایسا شخص کسی شئی کے علم کا ارادہ کرتا ہے تو وہ اپنی بصارت وبصیرت سے اس طرح دیکھتا ہے گویا کہ وہ کتاب میں دیکھ رہا ہے۔ میں نے کہا: یہ علم اس کے غیر میں کیسے ہوتا ہے کیا یہ علم اس کے دل میں دشوار ہوتا ہے یا نہیں۔ آپؑ نے فرمایا: دشوار نہیں ہوتا بلکہ اللہ تعالیٰ اس شخص کے دل میں الھام کرتا ہے یہاں تک کہ اسے یہ خیال آتا ہے کہ وہ اللہ کے علم سے اور اس کی مرضی سے کلام کررہا ہے اور اللہ وسعت وعلم والا ہے۔

حدیث ⑮ حدثنا عبد الله بن محمد عن محمد بن الحسين بن أبي الخطاب عن محمد بن عبد الله عن يونس عن عمر بن يزيد قال قلت لأبي عبد الله ع أ رأيت من لم يقر بما يأتكم في ليلة القدر كما ذكرت ولم يجحده؟ قال أما إذا قامت عليه الحجة ممن يثق به في علمنا فلم يقر به فهو كافر و أما من لا يسمع ذلك فهو في عذر حتى يسمع (ثم قال ع) (يؤمن بالله ويؤمن للمؤمنين).

عمر بن یزید نے بیان کیا کہ میں نے امام ابوعبداللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام سے پوچھا: کیا آپؑ نے اس شخص کو دیکھا ہے جو اس بات کا اقرار نہیں کرتا کہ آپؑ کے پاس لیلۃ القدر میں کوئی چیز نازل ہوتی ہے جیسا کہ یہ مذکور ہے اور وہ شخص اس کا انکار بھی نہیں کرتا۔ امامؑ نے فرمایا: اگر اُس کے پاس ایسی دلیل پہنچ جائے جو ہمارا علم تسلیم کرنے پر اُسے مجبور کرے اور پھر بھی وہ اقرار نہ کرے تو وہ کافر ہے اور جس کے پاس کوئی دلیل نہیں پہنچی وہ کشمکش کا شکار ہے اور معذور ہے یہاں تک کہ وہ سن لے۔ پھر آپؑ نے یہ آیت

مرزے قادیانی کی الفاظی کنفیوژن
اور شیعہ امامیہ کا جواب

مسیح موعود علیہ السلام کا دعویٰ نبوت

ہمارا دعویٰ ہے کہ ہم نبی اور رسول ہیں۔ اصل میں یہ نزاع لفظی ہے۔ خدا تعالیٰ جس کے ساتھ ایسا مکالمہ مخاطبہ کرے کہ جو بلحاظ کمیت وکیفیت دوسروں سے بڑھ کر ہو اور اس میں پیشگوئیاں بھی کثرت سے ہوں اسے نبی کہتے ہیں اور یہ تعریف ہم پر صادق آتی ہے پس ہم نبی ہیں ہاں یہ نبوت تشریعی نہیں جو کتاب اللہ کو منسوخ کرے اور نئی کتاب لائے۔ ایسے دعویٰ کو تو ہم کفر سمجھتے ہیں۔ بنی اسرائیل میں کئی ایسے نبی ہوئے ہیں جن پر کوئی کتاب نازل نہیں ہوئی۔ صرف خدا کی طرف سے پیشگوئیاں کرتے تھے جن سے موسوی دین کی شوکت وصداقت کا اظہار ہوتا۔ پس وہ نبی کہلائے۔ یہی حال اس سلسلہ میں ہے۔ بھلا اگر ہم نبی نہ کہلائیں تو اس کے لیے اور کونسا امتیازی لفظ ہے جو دوسرے ملہموں سے ممتاز کرے۔

👈 جو من جانب اللہ بھیجا جائے وہ رسول ھے

👈 جسکو غیب سے خبریں ملیں اور وہ لوگوں کو وہ خبریں دے وہ نبی ھوتا

👈 بھلا اب اگر ھم نبی نا کہلائیں تو اسکیلئے کونسا امتیازی لفظ ھے جو دوسرے ملھموں سے ممتاز کرے

شیعہ امامیہ کے پاس صدیوں سے اس مرزائ
کنفیوژن کا حل موجود تھا .... مرزے قادیانی کو
اسکی اطلاع نہیں تھی یا کوئ اور وجہ تھی ؟



أوائل المقالات

تأليف

الإمام الشيخ المفيد
محمد بن محمد بن النعمان ابن المعلم
أبي عبد الله، العكبري، البغدادي
(٣٣٦ ـ ٤١٣ هـ)

الرّسالة في أوّل التّكليف و يخالفون الإمامية في علّتهم لذلك و يثبتون عللاً يصحّحها الإماميّة و يضيفونها إلى علّتهم فيما وصفناه.

٨ـ القول في الفرق بين الرّسل والانبياء ـ عليهم السلام ـ

واتّفقت الإماميّة على أنّ كلّ رسول فهو نبيّ و ليس كلّ نبيّ فهو رسول، و قد كان من أنبياء اللّه ـ عزّوجلّ ـ حفظة لشرائع الرّسل و خلفائهم في المقام، و إنّما منع الشرع من تسمية أئمّتنا بالنّبوّة دون أن يكون العقل مانعاً من ذلك لحصولهم على المعنى الّذي حصل لمن ذكرناه من الأنبياء ـ عليهم السّلام ـ. واتّفقوا على جواز بعثة رسول يجدّد شريعة من تقدّمه و إن لم يستأنف شرعاً ويؤكّد نبوّة من سلف وإن لم يفرض غير ذلك فرضاً. وأجمعت المعتزلة على خلاف هذين القولين، و مع الإماميّة في تصحيحه جماعة من المرجئة و كافّة أصحاب الحديث.

٩ـ القول في آباء رسول اللّه(ص) و أُمّه و عمّه أبي طالب ـ رحمة اللّه تعالى عليهم[1] ـ

واتّفقت الإماميّة على أنّ آباء رسول اللّه (ص) من لدن آدم إلى عبداللّه بن عبدالمطلّب مؤمنون باللّه ـ عزّوجلّ ـ موحّدون له. واحتجّوا في ذلك بالقرآن[2] والأخبار، قال اللّه ـ عزّوجلّ: «الّذي يرٰاكَ حينَ تَقُومُ وتَقَلُّبَكَ في السّٰاجِدين». و

١ـ في نسخة د عليهما و في نسخة ب عليه و بعضهم اكتفى بالعلامة (ع) و ماذكرنا انسب.

٢ـ بالاخبار والقرآن الف.

ترجمہ

اور امامیہ اس بات پر متفق ہیں کہ ہر رسول نبی ہوتا ہے، لیکن ہر نبی رسول نہیں ہوتا۔

اور اللہ عزوجل کے بعض انبیاء ایسے بھی گزرے ہیں جو رسولوں کی شریعتوں کے محافظ تھے اور ان کے بعد ان کے قائم مقام (جانشین) کی حیثیت رکھتے تھے۔

اور شریعت نے ہمارے ائمہ کو نبی کہلانے سے روکا ہے، نہ کہ اس لیے کہ عقل اس کی مانع ہو؛

کیونکہ ان حضرات میں وہی معنوی کمالات اور اوصاف پائے جاتے ہیں جو ان مذکورہ انبیاء میں پائے جاتے تھے (علیہم السلام)۔

اور امامیہ اس بات پر بھی متفق ہیں کہ کسی ایسے رسول کی بعثت جائز ہے جو اپنے سے پہلے والے کی شریعت کی تجدید کرے، اگرچہ وہ نئی شریعت کی ابتدا نہ کرے، اور وہ سابقہ نبی کی نبوت کی تصدیق و تاکید کرے، اگرچہ اس پر نئی ذمہ داریاں یا نئے احکام فرض نہ کیے جائیں۔

کنفیوژن

Confusion

جب کسی بندے میں

تمام صفات و کمالات نبی و رسول والی ھیں

منصوص
معصوم
وحی و الھام
مفترض الطاعت
ایمان و کفر

مگر کونسا لفظ ایسے بندے کیلئے استعمال کیا جائے ؟

مرزا کے مطابق ... مناقت نہیں چلے گی .... نبی و رسول ھی کہا جائیگا

یعنی مرزا اپنے کفر میں منافقت نہیں کرتا اور ڈنکے کی چوٹ کہتا ھے کہ وہ تو نبی و رسول ھے۔

جبکہ شیعہ اماموں نے وھی دعوہ کیا جو مرزے نے کیا مگر دھوکہ دیا منافقت کی ... کہ اپنے لئے لفظ نبی و رسول استعمال نہیں کیا بلکہ کہا ھم اللّٰه کے امام ھیں، اللّٰه کی حجت ھیں، اللّٰه نور ھیں، اللّٰه کے بنائے خلیفہ ھیں وغیرہ وغیرہ

اس ایک لفظ امام کے دھوکے میں پوری امت مسلمہ آجتک شیعہ کے بد ترین کفر کو پہچانے میں ناکام رھی ... یہ تو امام مانتے ھیں نبی نہیں مانتے۔

جبکہ ان شیعہ اماموں میں اور مرزے قادیانی میں کوئ فرق نہیں سوائے اس کے کہ

مرزا قادیانی منافق نہیں تھا بلکہ دیانت داری سےاپنے کفر کو بیان کرتا تھا جبکک شیعہ امام کافر تھے مگر اپنے کفر کو دھوکہ دھی سے منافقت کے ساتھ لفظوں میں لپیٹ کر بیان کرتے تھے

میرا سوال

اگر مرزا قادیانی لفظ امام کا انتخاب کرتا اور اپنے اپکو نبی یا رسول کا کہلواتا .... جیسے شیعہ اماموں نے کیا ھے

یا اپنے منصب کو منصب نبوت نہیں بلکہ منصب امامت کہتا

تو کیا پھر وہ کافر نا رھتا صرف نام امام رکھنے سے یا پھر بھی کافر رھتا ؟؟؟

اگر وہ پھر بھی کافر رھتا اپنے منصب کو نبوت ورسالت کی بجائے امامت بنا کر ...... تو شیعہ کے امام کیسے کافر نہیں ھوئے ؟ شیعہ ایسے اماموں کو امن کر کیسے کافر نا ھوئے ؟ کیا فرق ھے دونوں کفار میں ؟؟؟

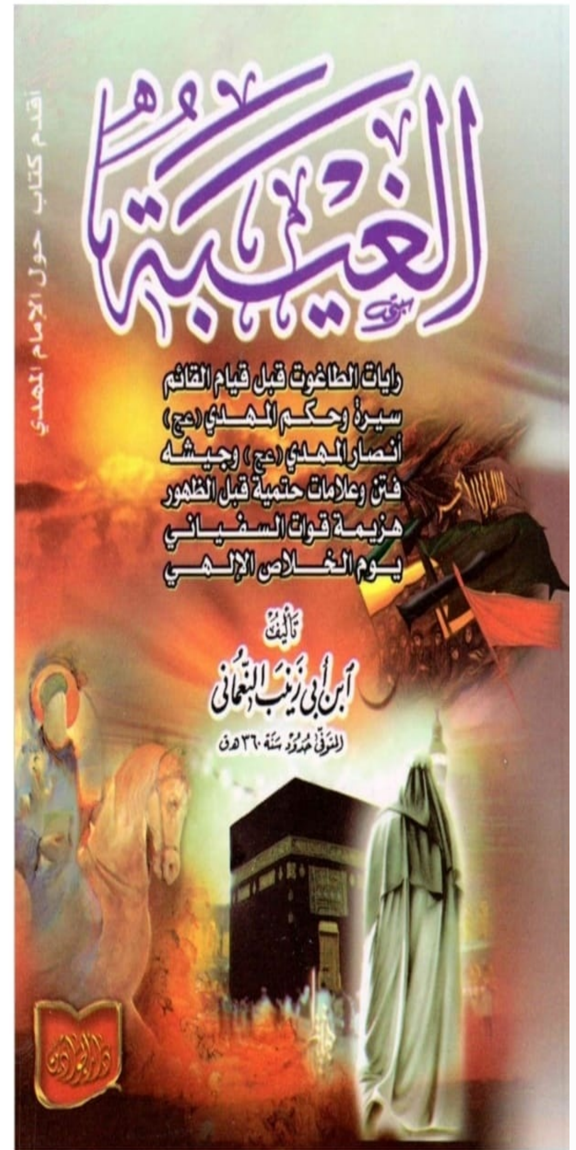
والمشكلات، وهي الغيبة القصيرة التي انقضت أيّامها وتصرّمت مدّتها[١].

والغيبة الثانية هي التي ارتفع فيها أشخاص السفراء والوسائط للأمر الذي يريده الله تعالى، والتدبير الذي يمضيه في الخلق، ولوقوع التمحيص والامتحان والبلبلة والغربلة والتصفية على من يدّعي هذا الأمر، كما قال الله عزّ وجلّ: ﴿ مَا كَانَ اللَّهُ لِيَذَرَ الْمُؤْمِنِينَ عَلَىٰ مَا أَنتُمْ عَلَيْهِ حَتَّىٰ يَمِيزَ الْخَبِيثَ مِنَ الطَّيِّبِ وَمَا كَانَ اللَّهُ لِيُطْلِعَكُمْ عَلَى الْغَيْبِ ﴾[٢]، وهذا زمان ذلك قد حضر، جعلنا الله فيه من الثابتين على الحقّ، وممّن لا يخرج في غربال الفتنة، فهذا معنى قولنا[٣]: «له غيبتان»، ونحن في الأخيرة نسأل الله أن يقرّب فرج أوليائه منها، ويجعلنا في حيّز خيرته، وجملة التابعين لصفوته، ومن خيار من ارتضاه وانتجبه لنصرة وليّه وخليفته، فإنّه وليّ الإحسان، جواد منّان.

١٠ ـ أخبرنا أحمد بن محمّد بن سعيد، قال: حدّثنا القاسم بن محمّد بن الحسن بن حازم، قال: حدّثنا عبيس بن هشام، عن عبدالله بن جبلّة، عن أحمد بن الحارث، عن المفضّل بن عمر، عن أبي عبدالله عليه السلام أنّه قال:

«إنّ لصاحب هذا الأمر غيبة يقول فيها: ﴿ فَفَرَرْتُ مِنكُمْ لَمَّا خِفْتُكُمْ فَوَهَبَ لِي رَبِّي حُكْمًا وَجَعَلَنِي مِنَ الْمُرْسَلِينَ ﴾[٤]»[٥].

١١ ـ حدّثنا محمّد بن همّام، قال: حدّثني جعفر بن محمّد بن مالك، قال: حدّثني



---

(١) يدلّ هذا على أنّ تأليف الكتاب كان بعد وفاة عليّ بن محمّد السمري، وذلك في شعبان سنة تسع وعشرين وثلاثمائة.

(٢) سورة آل عمران: ١٧٩.

(٣) كذا، والأصوب: قوله.

(٤) سورة الشعراء: ٢١.

(٥) إثبات الهداة: ٥٣٥/٣، ح٤٧٧. حلية الأبرار: ٥٩٤/٢. بحار الأنوار: ١٥٧/٥٢، ح١٩ و ص٢٩٢، ح٣٩. معجم أحاديث الإمام المهدي عليه السلام: ٣٠٤/٥، ح١٧٣٥.

بحار الأنوار

الجامعة لدرر أخبار الأئمة الأطهار

تأليف

العلم العلامة الحجة فخر الأمة المولى

الشيخ محمد باقر المجلسي

الكتاب الثالث عشر

الغيبة وأحوال الحجة القائم

طبعة مصححة ومرتبة على حسب ترتيب المصنف

٣٩ـ نی: [الغيبة للنعماني] محمد بن همام عن جعفر بن محمد عن الحسن بن محمد بن[٤] سماعة عن الحارث الأنماطي عن المفضل عن أبي عبد الله عليه السلام أنه قال إذا قام القائم تلا هذه الآية ﴿فَفَرَرْتُ مِنْكُمْ لَمَّا خِفْتُكُمْ﴾[٥].

ابن عقدة عن القاسم بن محمد عن عبيس بن هشام عن ابن جبلة عن أحمد بن نضر[٦] عن المفضل عن أبي عبد الله عليه السلام أنه قال إن لصاحب هذا الأمر غيبة يقول فيها ﴿فَفَرَرْتُ مِنْكُمْ لَمَّا خِفْتُكُمْ فَوَهَبَ لِي رَبِّي حُكْماً وَ جَعَلَنِي مِنَ الْمُرْسَلِينَ﴾[٧].

نی: [الغيبة للنعماني] عبد الواحد بن عبد الله عن أحمد بن محمد بن رباح عن أحمد بن علي الحميري عن الحسن بن أيوب عن عبد الكريم الخثعمي عن أحمد بن الحارث عن المفضل عن أبي عبد الله عن أبيه عليه السلام مثله[٨].

٤٠ـ نی: [الغيبة للنعماني] ابن عقدة عن علي بن الحسن التيملي عن عمرو بن عثمان عن ابن محبوب عن عبد الله بن سنان قال كنت عند أبي عبد الله عليه السلام فسمعت رجلا من همدان يقول له[٩] إن هؤلاء العامة يعيرونا و يقولون لنا إنكم تزعمون أن مناديا ينادي من السماء باسم صاحب هذا الأمر و كان متكئا فغضب و جلس ثم قال لا ترووه عني و اروه عن أبي و لا حرج عليكم في ذلك أشهد أني سمعت أبي عليه السلام يقول و الله إن ذلك في كتاب الله عز و جل لبين حيث يقول ﴿إِنْ نَشَأْ نُنَزِّلْ عَلَيْهِمْ مِنَ السَّماءِ آيَةً فَظَلَّتْ أَعْناقُهُمْ لَها خاضِعِينَ﴾[١٠].

بارہویں امام کا دعوی نبوت
بے شک اس امر کے صاحب (امامِ وقت) کے لیے ایک غیبت (پردہ نشینی) ہے، جس میں وہ (خدا کا یہ فرمان) کہیں گے: 'پس جب میں تم سے ڈرا تو میں تم سے دور نکل گیا (ہجرت کر لی)، پھر میرے رب نے مجھے حکمت و فرمانروائی عطا فرمائی اور مجھے اپنے رسولوں میں شامل کر لیا
الغيبة للنعماني صفحہ179
بحارالانوار جلد 52 صفحہ 292

گفتگو کا خلاصہ

شیعہ کے امام میں اور اللہ کے
نبی میں کوئی فرق نہیں

ایسے امام مرتد هیں زندیق هیں
کافر هیں جو ختم نبوت کے منکر هیں

شیعہ 12 امام = مرزا غلام احمد
شیعہ 12 امام = مسیلمہ کذاب

شیعہ ایسے اماموں کو مان کر
قادیانیوں سے بھی بد تر کافر هیں

خادم صحابہ کرام

ڈاکٹر خان

بتعاون خصوصی

ریسرچ سکالر

مناظر اھلسنت والجماعت

مولا قمر عباس شامی صاحب